

افعال

افعال

# آسان خاصیاتِ ابواب

خاصیاتِ ابواب پر نہایت مفید آسان اور  
جامع متن جو فصول اکبری کا نعم البدل ہے

انفعال

فعل

تَالِيفُ

مولانا سعد مشتاق الحصری  
استاذ دارالعلوم بدیوبند المساعدا

تفعل

تفعیل

استفعال

مفاعله

فتح

## شَدِی کتب خانہ

مقابل آرام باغ کراچی ۱۰

افعال

کرم

# آسان خاصیاتِ ابواب

خاصیاتِ ابواب پر نہایت مفید آسان اور  
جامع متن جو فصول اکبری کا نعم البدل ہے

تَالِیفُ

مولانا سعد مشتاق الحصری  
استاذ دارالعلوم بدیوبند المساعد

قدیمی کتب خانہ

مقابل آرام باغ - کراچی - ۱

# فہرست

کیا؟	کہاں؟	کیا؟	کہاں؟
پیش لفظ	۳	۴	۵۲
احساسات دل	۵	۶	۵۵
مقدمہ	۷	۷	۵۷
اصطلاحی الفاظ	۸	۱۷	۶۱
خاصیات	۱۸	۱۸	۶۵
خاصیت نصر	۱۹	۲۱	۶۸
خاصیت ضرب	۲۲	۲۳	۶۹
خاصیت سمع	۲۴	۲۶	۷۰
خاصیت فح	۲۷	۲۷	۷۱
فتح کی معنوی خاصیت	۲۸	۲۹	۷۲
کرن پرکن، ابی یا بی	۲۹	۲۹	۷۳
خاصیت کرم	۳۰	۳۱	۷۴
خاصیت حسب	۳۱	۳۲	۷۵
خاصیت افعال	۳۳	۴۱	۷۵
خاصیت تفعلیل	۴۲	۴۷	۸۰
تفعلیل کی زائد خاصیتیں	۴۷	۴۷	

بسم الله الرحمن الرحيم

## پیش لفظ

(از

مفسر قرآن، فقیہ النفس، حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ  
 شارح حجتہ اللہ البالغہ، و استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

علم صرف کا علوم عربیہ میں اہم مقام ہے، وہ زبان کی کلید ہے، وہ ترکیب میں  
 واقع ہونے سے پہلے کلمات کی ذات کا تعارف کراتا ہے، وہ ایک مادہ کو لے کر اس کو  
 مختلف صورتوں میں ڈھالتا ہے اور اس میں منکوع معانی اور مختلف خاصیات پیدا کرتا  
 ہے، اس فن کا خلاصہ تین ابواب ہیں: تصریفات، تعلیلات اور خاصیات، تصریفات  
 (گردانیں) نسبت آسان ہیں، ان سے مشکل تعلیلات ہیں اور سب سے اہم اور  
 مشکل خاصیات ابواب ہیں، طلبہ بہت آسانی سے صحیح کی گردانیں یاد کر لیتے ہیں؛ مگر  
 جب ہفت اقسام کی گردانوں اور ان کی تعلیلات کا نمبر آتا ہے تو ان کی ہمت جواب  
 دینے لگتی ہے؛ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ اس پر خار وادی کو بھی پار کر لیتے ہیں؛ مگر جب  
 آخری مرحلہ یعنی خاصیات ابواب کا نمبر آتا ہے تو وہ اس پر سے بس سرسری گذر جاتے  
 ہیں؛ حالاں کہ عربی زبان میں اسی کی سب سے زیادہ اہمیت ہے اس میں  
 مہارت کے بغیر نہ تو قرآن فہمی ممکن ہے نہ حدیثوں کو مکاحقہ سمجھا جاسکتا ہے۔  
 علم صرف کی تمام اہم کتابوں میں خاصیات کا بیان کتاب کے آخر میں ضمنی طور  
 پر آتا ہے اور نصاب میں سب سے آخر میں فصول اکبری کا خاصیات والا حصہ پڑھایا  
 جاتا ہے؛ مگر وہ بہت مختصر ہے اور بہت سی خاصیات کی تو مثالیں تک نہیں دی گئیں ہیں؛  
 اسی لیے اساتذہ کو بھی سخت دشواری پیش آتی ہے؛ ضرورت تھی کہ خاصیات پر کوئی

آسان اور جامع رسالہ سامنے آتا جس سے خاصیات ابواب کو قابو میں کرنا سہل ہوتا۔ بہت خوشی کی بات ہے کہ فاضل گرامی جناب مولانا سعد مشتاق حصیری صاحب سلمہ نے قلم اٹھایا اور صرف کی تمام چھوٹی بڑی کتابوں کو کھنگال کر ایک جامع اور سہل رسالہ بنام ”آسان خاصیات ابواب“ تیار کیا، اس رسالہ میں ہر خاصیت کی جامع تعریف دی گئی ہے؛ پھر اس کی قسمیں مع اشلہ بیان کی گئی ہیں اور اسباق کے آخر میں مشق و تمرین کروائی ہے، جس سے ان شاء اللہ رسالہ کی افادیت بڑھ جائے گی۔

یہ کتاب بظاہر بڑی معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت میں طویل نہیں ہے اس میں درس کا مواد مناسب حاشیہ اساتذہ کی بصیرت کے لیے بڑھایا گیا ہے اور نسبتاً کم اہم خاصیات کو بھی حاشیہ میں لیا گیا ہے، اسی وجہ سے کتاب بہت مختصر اور جامع ہے؛ اگر اگر باب مدرس اس کو علم صرف کے ممتہی طلبہ کے لیے درس میں شامل کر لیں تو ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا، اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد وہ فصول اکبری وغیرہ کی خاصیات کو بہت آسانی سے سمجھ لیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافع بنائیں اور اس سے نونہالان ملت کو فیض پہنچائیں۔

والسلام

حررہ

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دارالعلوم دیوبند

۱۴/ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

## احساساتِ دل

ایشیائی مرکزی درس گاہ دارالعلوم دیوبند کی داخلہ درس فن صرف کی جملہ کتابیں: (میزان، منشعب، پنج گنج، علم الصیغہ اور فصول اکبری) جب خاک سار سے متعلق کی گئیں، تو فن صرف کی جدید و قدیم بہت سی کتابوں کے مطالعے کی سعادت حاصل ہوئی، دورانِ مطالعہ احساس ہوا کہ علم صرف روزِ اول ہی سے تم کش رہا ہے؛ خصوصاً فن صرف کا کلیدی جز ”خاصیاتِ ابواب“ اپنی کس مہر سی اور مظلومیت پر ماتم گناہ اور بیچارگی کا نگہ کر رہا ہے۔ بہت کم لوگوں نے علم صرف پر، بالخصوص اس کلیدی جز ”خاصیاتِ ابواب“ پر خامہ فرسائی کی ہے، بہت سے بہت ہو تو ذیلی طور پر بیان کیا جاتا رہا؛ حالانکہ خاصیات، فن صرف کا نہایت اہم اور بنیادی جز ہے؛ اس کے بغیر قرآن و حدیث کے صحیح مفہوم تک رسائی ناممکن ہے۔

ابواب کی خاصیات قدرے مشکل بھی ہیں، دیگر یہ کہ اُن کی عربی، فارسی، یا اردو میں باضابطہ بہت زیادہ لائق ستائش خدمت نہ ہو سکی، ہوئی بھی تو پذیرائی نہ ہونے یا کسی نامعلوم وجہ سے کتابیں دستیاب نہیں ہیں؛ نیز ان کی اہمیت و افادیت نہیں سمجھی گئی، جس کی وجہ سے کچھ مدارس میں خاصیات کا جز پڑھایا ہی نہیں جاتا اور جہاں کہیں پڑھایا بھی جاتا ہے، تو صرف فصول اکبری کی خاصیات کے چند صفحات اور بس۔ شاید خود فصول اکبری کے پیچیدہ مغلق، اور بچوں کی سطح سے بالاتر ہونے کی وجہ سے وہ اکثر مدارس سے دست انداز کر دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں خاصیات جیسا اہم اور بنیادی جز بے پناہ اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جس میں نہ اصطلاحی الفاظ کی تعریفات ہیں نہ ہی تمام قسمیں اور مثالیں مذکور ہیں؛ اس لیے کتاب نہایت دشوار ہو گئی ہے؛ خاصیات کے تئیں پہلے سے عدم وابستگی و اجنبیت مستزاد نقص ہے۔

انھیں وجوہات کے پیش نظر داعیہ پیدا ہوا کہ بچوں کے لیے خاصیاتِ ابواب پر جامع، مفید اور آسان رسالہ ترتیب دیا جائے؛ چنانچہ علم صرف کی تقریباً بیسویں عربی،

فارسی کتابوں کو سامنے رکھ کر صرف انہیں اسباق پر مشتمل یہ رسالہ زیرِ مگرانی حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ استاذِ حدیث دارالعلوم دیوبند ترتیب دیا گیا ہے۔ آغاز کتاب میں تمام تر اصطلاحی الفاظ کی جامع اور کھل تعریفات دی گئی ہیں، جن کے یاد کر لینے کے بعد گویا آدمی کتاب یاد ہو جاتی ہے؛ نیز واضح لفظوں میں الگ الگ قسمیں اور ہر ایک کی مثالیں بھی دی گئی ہیں؛ مزید براں تمرینات کے ذریعے ان کو ذہن نشین کرانے اور خاصیات کی شناخت کا ذوق پیدا کرنے کی بھی پوری کوشش کی گئی ہے، ضروری باتیں جو بچوں کے لیے کارآمد اور ان کی سطح کی ہیں متن میں، اور زائد مفید باتیں اہل ذوق حضرات کے لیے حاشیے میں لکھی گئی ہیں؛ تاکہ کتابچہ اپنے موضوع پر بہت سی مفید کارآمد باتوں کے ساتھ ساتھ جامع متن بھی ہو اور فصول اکبری کا بہترین حل بھی۔

ان تمام باتوں کا لحاظ و خیال اور بچوں کی ذہنی سطح کی رعایت حضرت مفتی صاحب کے حکم سے کی گئی ہے؛ اس لیے یہ رسالہ اگر اپنے موضوع پر مفید و کھل ہے یا کسی بھی طرح کی خوبی سے آراستہ و چہرہ استہ ہے تو اس کا سہرا حضرت مفتی صاحب کے سر بندھتا ہے اور کچھ کمی یا نقص رہ گیا ہے تو اس کا سزاوار بندہ ہے۔

خاصیات کے مشکل ہونے اور سابقہ لگاؤ نہ ہونے کی وجہ سے اس رسالے کے آخر میں ضمیمہ بڑھا دیا گیا ہے جس میں اکثر تمرینات کا حل دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس موضوع پر ایک جامع مختصر رسالہ ”شرح خاصیات فصول اکبری“ بھی ترتیب دیا گیا ہے جسے حضراتِ اساتذہ دارالعلوم دیوبند نے پسند فرمایا ہے جو الگ سے مطبوعہ ہے۔

مجھے بے حد خوشی ہے کہ یہ کاوش حضراتِ اساتذہ کرام دارالعلوم دیوبند مدظلہم کی وسیع اور عمیق نظروں سے گزارنے کے بعد شائقین کی خدمت میں پیش ہو رہی ہے۔

سعد مشتاق حیدری

خادم الطلہ دارالعلوم دیوبند

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

بسم الله والحمد لله

## مقدمہ

صرف اور تشریف دونوں ہم معنی ہیں: بدلنا، الٹنا پلٹنا۔  
 اصطلاح میں: علم صرف یا تشریف ایسے قواعد کے جاننے کا نام ہے، جن کے ذریعے الفاظ کی صحیح شکل، مفرد الفاظ کے ظاہری احوال (اعلال و ادغام وغیرہ) اور ایک صیغے سے دوسرے صیغے میں تبدیلی کا طریقہ معلوم ہو۔  
 علم صرف کا موضوع: گردانے جانے والے افعال و اسمائے معربہ ہیں، ان پر آنے والے احوال، اعلال و ادغام حذف وغیرہ کے اعتبار سے۔  
 غرض: ایسا ملکہ حاصل کرنا جس سے لفظ کی مکمل حقیقت اور اس کے ظاہری احوال کی شناخت ہو جائے۔

غایت: کلمات مفردہ اور صیغوں کو اچھی طرح سمجھنا اور صحیح پڑھنا۔  
 مدون صرف: مشہور قول کے مطابق ابو عثمان بکر بن محمد (۲۳۸ھ یا ۲۳۹ھ) ہیں۔ بعض نے معاذ بن مسلم المہر (ولادت: ۷۳ھ، وفات: ۱۸۷ھ یا ۱۹۰ھ کا نام ذکر کیا ہے۔ فن صرف پر سب سے پہلی کتاب تصنیف فرمانے والے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے ”المقصود“ نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

## پہلا سبق

### اصطلاحی الفاظ

(۱) ابتداء: لغت میں: ”شروع کرنا“ اصطلاح میں: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ مملاتی مجرد میں آیا ہی نہ ہو، اگر آیا ہو تو اس مزید فیہ کے معنی میں نہ ہو، مثلاً: اَرْقَلَ (اس نے جلدی کی) ”رَقَلَ“ مجرد سے آتا ہی نہیں اَفْسَمَ (اس نے قسم کھائی) مجرد میں قَسَمَ (اس نے نذر اندازہ لگایا) دوسرے معنی میں ہے۔

(۲) اتخاذ: لغت میں: ”بنانا“ اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا۔  
(الف) فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اجْتَحَرَ مَا جَدَّ مَاخَذَ ”جَحَرُ“ بمعنی سوراخ ہے (ماجد نے سوراخ بنایا)۔

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اخْتَرَزَ نَجِيبًا، ماخَذَ ”حِرَزُ“ بمعنی پناہ ہے (نجیب نے پناہ لی)۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ بنا لینا، جیسے: اغْتَذَى سَمِيرًا الشَّاةُ، ماخَذَ ”غِذَا“ بمعنی خوراک ہے (سمیر نے بکری کو خوراک بنایا)۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا، جیسے: اغْتَضَدَ نَدِيمًا الْكِتَابَ، ماخَذَ ”عُضْدَ“ بمعنی بازو، بغل ہے (ندیم نے کتاب بغل میں لی)۔

۱۔ دلیل الاستعمال خاصیات اپنی جگہ پر آگے بھی آ رہی ہیں اس لیے یہاں متن کے بجائے حاشیے میں لی گئی ہیں تاکہ بچوں پر بار نہ ہو۔ اصابت: لغت میں: ”پہنچنا“ اصطلاح میں: کسی چیز کا فعل کے مادے کو ماخذ تک پہنچنا، جیسے: جِلْدَهُ بِالْأَسْوَدِ۔ ماخَذَ ”جِلْدَ“ بمعنی کھال ہے یعنی کوڑا کھال تک پہنچا (اس نے اس کو کوڑے سے مارا)۔

## دوسرا سبق

(۳) اعطاء ماخذ: لغت میں: ”ماخذ دینا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ دینا، یا ماخذ سے متصف کرنے کے لیے ماخذ کا محل دینا، یا ماخذ کی اجازت دینا۔

(الف) فاعل یا مفعول کو نفس ماخذ دینا، جیسے: **أَلْحَمْتُ حَمِيدًا**، ماخذ ”لَحْم“ بمعنی گوشت ہے (میں نے حمید کو گوشت دیا یعنی گوشت کھلایا)۔

(ب) فاعل کا مفعول کو ماخذ کا محل، ماخذ سے متصف کرنے کے لیے دینا، جیسے: **أَشَوَيْتُ مَا جَدًا** (میں نے ماجد کو گوشت بھوننے کے لیے دیا) ماخذ ”شَوَاء“ بمعنی بھوننا ہے۔ ماخذ کا محل گوشت ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: **أَفْطَعْتُهُ فُضْبَانًا** (میں نے اس کو شاخ کاٹنے کی اجازت دی) ماخذ ”فَطَعَ“ بمعنی کاٹنا ہے۔

(۴) اقتضاب لغت میں: ”کاٹنا“ اصطلاح میں: کسی لفظ کا ابتداء اسی باب کے لیے وضع ہونا یا اس طور کہ ثلاثی میں اس کی اصل یا مثل اصل نہ پائی جائے؛ بشرطے کہ کوئی حرف برائے الحاق نہ ہو، ۲ مثلاً: **اجْلَوْدُ الْفَرَسُ** (گھوڑا تیز چلا) **اجْلَوْدُ**، جملہ سے منقول نہیں۔

(۵) الباس ماخذ: لغت میں: ماخذ پہنانا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ پہنانا، مثلاً: **جَلَلْتُ الْفَرَسَ**، ماخذ ”جَلَّ“ بمعنی جھول ہے (میں نے گھوڑے کو جھول پہنائی)۔

۱۔ یہ تمام تر خاصیات حروفِ جمعی کے اعتبار سے ہیں حاشیے میں بھی اس کی رعایت کی گئی ہے۔ اظہار لغت میں: ظاہر کرنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا کسی کے سامنے ماخذ کو ظاہر کرنا، مثلاً: **اِعْظَمْتُ**، ماخذ ”عَظَمَةُ“ بمعنی بڑائی ہے (اس نے بڑائی ظاہر کی)۔ ۲۔ اور نہ ہی دائرہ معنی کے لیے ہو۔

## تیسرا سبق

(۶) بلوغ: لغت میں: پہنچنا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا، یا آنا۔

(الف) ماخذِ زمانی میں پہنچنا، جیسے: أَصْبَحَ حَامِدٌ ماخذِ مادہ ”صُبَحَ“ بمعنی صبح ہے (حامد صبح کے وقت کو پہنچا یعنی اس پر صبح ہوئی)۔

(ب) ماخذِ مکانی میں پہنچنا، جیسے: أَتَجَدُ، ماخذ ”تَجَدُ“ ایک شہر کا نام ہے (وہ شہر نجد پہنچا)۔

(ج) ماخذِ عددی میں پہنچنا، جیسے: أَعَشَرَ الطُّلَابُ، ماخذ ”عَشَرَ“ بمعنی دس ہے (طلبہ کی تعداد دس کو پہنچی)۔

(۷) تدَاخَلَ: لغت میں: ایک دوسرے میں داخل ہونا، اصطلاح میں: ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے: فَضِّلَ يَفْضُلُ سَمِعَ سَمْعًا (صاحبِ فضل ہونا) اور فَضِّلَ يَفْضُلُ كَرَّمَ سَمْعًا ہے، اب سَمِعَ کا ماضی اور کَرَّمَ کا مضارع لے کر فَضِّلَ يَفْضُلُ استعمال کرنا تدَاخَلَ ہے۔

(۸) تَجَنَّبَ: لغت میں: بچنا، باز رہنا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذِ مادہ سے پرہیز کرنا، جیسے: تَجَنَّبَ خَوْبٌ، ماخذ ”خَوْبٌ“ بمعنی گناہ ہے (اس نے گناہ سے پرہیز کیا)۔

(۹) تَحَوَّلَ: لغت میں: پھرنا، اصطلاح میں: فاعل کا عینِ ماخذ یا مثلِ ماخذ

ہو جانا۔

(الف) عَمِنَ ماخذ، جیسے: تَنَصَّرَ مَاجِدٌ ماخذ ”نَصْرَانِي“ ہے (ماجد نصرانی ہو گیا)۔

(ب) مَحَلٌّ ماخذ، تَبَخَّرَ كَرِيمٌ، ماخذ ”بَخَرٌ“ بمعنی سمندر ہے (کریم علم و سخاوت میں سمندر کی طرح ہو گیا)۔

(۱۰) تَحَوَّلَ: لغت میں: پھرنا، پھرانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو اصل مادہ

وماخذی طرف پھیرنا، اے جیسے: نَصْرَتْ مَاجِدًا مَآخِذَ "نصرانی" ہے (میں نے مَاجِد کو نصرانی بنادیا)۔<sup>۱</sup>

(۱۱) تغلیط: لغت میں: ملانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ سے ملع کرنا، لپٹنا، ذَهَبْتُ السَّيْفَ مَآخِذَ "ذَهَبْتُ" بمعنی سونا ہے میں نے تلوار کو (سوتے کپانی چڑھا کر) سنبھرایا۔

(۱۲) تَخْيِيلُ: لغت میں: انتخاب کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا اپنی ذات کے لیے معنی صدی انجام دینا، مثلاً: اِكْتَالَ نَيْلَ لَبْنًا، مَآخِذَ "كَيْلَ" بمعنی ناپ ہے (نیل) نے اپنے لیے دودھ (تلا)۔

## چوتھا سبق

(۱۳) تَخْيِيلُ: لغت میں: توہم کرنا کہ وہ ایسا ہے، اصطلاح میں: فاعل کا دوسرے کو اپنے آپ میں محض حصولِ مَآخِذِ دَکْھَلَانَا، جب کہ نہ تو مَآخِذِ حَقِیْقَتِ میں موجود ہو اور نہ ہی مقصود ہو، مثلاً: تَمَازَضَ (اس نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا) مَآخِذَ "مَرَضَ" بمعنی بیماری ہے۔

(۱۴) تَخْوَفُ: لغت میں: "ذُرْنَا" اصطلاح میں: فاعل کا مَآخِذِ ذُرْنَا، جیسے: اَمِیْدَ مَعِیْدَ مَآخِذَ "اَمِیْدَ" بمعنی شیر ہے (سعید شیر سے گھبرایا)۔

(۱۵) تَدْرِیجُ: لغت میں: "تَظْهَرُ تَظْهَرُ کَر کَرْنَا" اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو رفتہ رفتہ بار بار کرنا، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک دفعہ اس کا حصول ممکن ہو جیسے: تَجَرَّعَ (اس نے گھونٹ گھونٹ پیا) ۲ ایک دفعہ ممکن نہ ہو جیسے: تَحَفُّظُ الْقُرْآنِ، (اس نے تھوٹا تھوٹا قرآن یاد کیا)۔

۱۔ یا اس جیسا کر دینا - ۲ یعنی دسواں صوبہ کی تعلیم کے ذریعہ - ۳ مَآخِذِ کَپَانِی چڑھانا - ۴ ایک ہی دفعہ بھی پیا جاسکتا ہے۔

(۱۶) تَشَارَكَ: لغت میں: ”باہم شریک ہونا“ اصطلاح میں: دو یا دو سے زائد چیزوں سے کسی فعل کا اس طرح صادر ہونا کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہو، یا دونوں کا تعلق کسی تیسری چیز سے ہو، جیسے: تَشَاتَمَ زَيْدٌ وَمَاجِدٌ (زید اور ماجد نے آپس میں گالی گلوچ کی) تَرَافَعَا شَيْنَا، (ان دونوں نے کسی تیسری چیز کو اٹھایا)۔  
(۱۷) تصروف: لغت میں ”کوشش کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا، جیسے: اِخْتَسَبْتُ الْعَمَالَ مَآخِذَ۔ ”کُنسب“ بمعنی کمانا ہے (میں نے مال کوشش سے حاصل کیا)۔

(۱۸) تصویر: لغت میں: ”لوٹانا، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری اور ماخذ سے متصف کر دینا یعنی معنی مصدری والا کر دینا، جیسے: اَخْرَجْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو نکالا) تو زید نکلنے والا ہو گیا ماخذ ”خروج“ بمعنی نکلتا ہے۔

(۱۹) تعدیہ: لغت میں: ”تجاوُز کرنا“ اصطلاح میں: ثلاثی مجرد میں کسی حرف کا اضافہ کر کے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو مفعول کا محتاج بنادینا یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج بنادینا، جیسے: خَرَجَ زَيْدٌ (زید نکلا) اَخْرَجَ زَيْدًا (اس نے زید کو نکالا)۔

## پانچواں سبق

(۲۰) تعریض: لغت میں: ”پیش کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ایسی جگہ لے جانا، جہاں اس پر معنی مصدری (ماخذ) واقع ہوتا ہو، خواہ واقع ہو یا نہ ہو، جیسے: اَبْعَثُ الْقُرْمَ مَعْتَمِدًا مَصْدَرِي وَمَآخِذَ ”بِئْسَ“ بمعنی بچھلے (میں گھوڑے کو بیچنے کی جگہ یعنی

---

۱۔ تشبہہ ماخذ: لغت میں: ماخذ کے مشابہ ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ و ماور کے مانند ہونا، جیسے: اَبْعَدَ حَمِيدٌ (حمید اخلاق و عادات میں شیر کے مانند ہوا) ماخذ ”أَسَدٌ“ بمعنی شیر ہے۔

منڈی لے گیا)۔

(۲۱) تَعْمَلُ: لغت میں: ”کام میں لانا“ اصطلاح میں: فاعل کا مادہ و ماخذ کو اس کام میں لانا جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے، جیسے: تَذَهَّنْ (اس نے بدن پر تیل ملا) ماخذ ”ذَهْن“ بمعنی تیل ہے۔<sup>۱</sup>

(۲۲) تَكْلَفُ: لغت میں: ”دکھلا دے کے طور پر کرنا، بناوٹ“ اصطلاح میں: فاعل کا خود کو ماخذ و مادہ کی طرف منسوب ہونے کو ظاہر کرنا، یا کوشش سے ماخذ کا حصول اپنے اندر دکھانا۔

(الف) تَكْوُفُ (خود کو کوئی بتایا، یا کوئیوں جیسی شکل و صورت بنائی) ماخذ ”کَوْفُ“ ہے۔

(ب) کوشش سے ماخذ کا حصول دکھانا، جیسے: تَصَبَّرْ (اس نے بحکلف مبر کیا) ماخذ ”صَبَر“ ہے۔

(۲۳) حَسِبَانُ: لغت میں ”گمان کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ سے متصف گمان کرنا، یا اعتقاد رکھنا، جیسے: اِسْتَحْسَنْتُهُ، ماخذ ”حُسْن“ بمعنی اچھا ہے (میں نے اس کو اچھا خیال کیا)۔

(۲۴) حِينَوْتُ: لغت میں: ”وقت ہونا“ اصطلاح میں: فاعل کا ایسے وقت میں داخل ہونا جو متحقق و لائق ہو کہ فعل اس میں واقع ہو (یا فاعل پر ماخذ کا وقت آجانا) مثلاً: اَحْصَدَ الزَّرْعُ، ماخذ ”حَصَاد“ بمعنی کھیتی کاٹنے کا وقت ہے (کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی)۔<sup>۲</sup>

(۲۵) سَلَبُ: لغت میں: ”دور کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا اپنے یا مفعول سے اصل معنی مصدری (ماخذ) کو زائل کرنا۔<sup>۳</sup> جیسے: فَشَكِيَ وَاَشْغَيْتُهُ، ماخذ ”شِغَايَةُ“

۱۔ تَقَبَّلُ: لغت میں: ”قبول کرنا“ اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ قبول کرنا، جیسے: فَتَقَبَّلَ زَيْدٌ اَنْذَ قَفَاوَةً بمعنی سفارش ہے (میں نے زید کی سفارش قبول کی)۔ ۲۔ یا کھیتی پر کاٹنے کا وقت آ گیا۔ ۳۔ یعنی فعل مجرد کے فاعل سے معنی حدی کو زائل کرنا۔

ہے (اس نے شکایت کی تو میں نے اس کی شکایت دور کی اور رضا مند کر لیا)۔  
 (۲۶) صبر و رت: لغت میں ”ہونا“ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مادہ و ماخذ والا ہونا، یا مادہ و ماخذ سے متصف چیز والا ہونا، یا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا۔

(الف) فاعل کا اصل مادہ والا ہونا، جیسے: اَلْبَنَتِ النَّاقَةُ، مادہ و ماخذ ”لَبَن“ بمعنی دودھ ہے (اونٹنی دودھ دہی ہو گئی)۔

(ب) فاعل کا مادہ و ماخذ سے متصف چیز والا ہونا، مثلاً: اَجْرَبَ الرَّجُلُ مَادَهُ ”جَرَب“ بمعنی خارش ہے یعنی (مرد خارش سے متصف اونٹ والا ہوا)۔

(ج) فاعل کا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا، جیسے: اَخْرَجَتِ الشَّاةُ، ماخذ ”خَرِيف“ بمعنی موسم ہے (بکری موسم خریف میں بچے دل ہوئی)۔

## چھٹا سبق

(۲۷) طلب: لغت میں: ”مانگنا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول سے ماخذ مادہ فعل مانگنا، خواہ حقیقتاً ہو یا مجازاً یعنی بظاہر۔

(الف) اِسْتَغْفَرْتُ اللَّهَ، ماخذ ”مَغْفِرَةٌ“ ہے (میں نے اللہ سے مغفرت چاہی)۔

(ب) اِسْتَطْعَمْتُهُ، ماخذ ”طَعَام“ ہے (میں نے اس سے کھانا طلب کیا)۔

اِسْتَخْرَجْتُ الْبِشْرَ مِنَ الْاَرْضِ (میں نے زمین سے پٹرول نکالا)۔

(۲۸) علاج: اصطلاح میں فعل میں جو ارج و اعضاء ظاہری کا اثر پایا جاتا، جیسے:

اِنْكَسَرَ الْإِنَاءُ (برتن ٹوٹ گیا)۔

یعنی اس کی پستان میں دودھ بہت زیادہ ہوا۔ یعنی زمین سے پٹرول نکالنے کو طلب کیا، یہاں حقیقتاً نہیں بلکہ مجازاً ہے۔ یہ برتن ٹوٹا ہے کہ یا اس میں اعضا کا اثر توڑ پایا گیا۔

(۲۹) قصور: لغت میں: چھوٹا کرنا، اصطلاح میں: مرکب نام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا؛ تاکہ بات نقل کرنے میں اختصار ہو جائے، جیسے: قُرْآَنُہٗ اِلَّا اللّٰہُ سے ”هَلْ لَّ“ فعل مشتق کر لیا گیا (اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا)۔

(۳۰) قُوْت: لغت میں: ”طاقت ور ہونا“ اصطلاح میں: فاعل میں ماخذ و معنی مصدری کا قوی و طاقت ور ہونا جیسے: اُسْتَهْزِیْرٌ، ماخذ ”هَضَرَ“ بمعنی بڑھاپا ہے (اس کا بڑھاپا بہت زیادہ ہو گیا)۔

(۳۱) لَبَسَ ماخذ: فاعل کا مادہ و ماخذ پہننا، مثلاً: تَخْتَمُ، ماخذ ”خَاتَمٌ“ ہے بمعنی ”انگوٹھی“ (اس نے انگوٹھی پہنی)۔

(۳۲) لَزُومٌ وَالْزَامُ: لازم ہونا، تعدیہ کے عکس ظاہری متعدی کو لازم کر دینا، جیسے: حَمِدَ اللّٰہُ (اس نے اللہ کی تعریف کی) مجرد میں متعدی ہے، اور اَحْمَدٌ، قائل تعریف ہوا (باب افعال میں لازم ہے)۔

(۳۳) لَبَسَتْ: لغت میں: لائق و مستحق ہونا“ اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری کے لائق و مستحق ہونا، مثلاً: اَلَا مَ الْفَرْغُ ماخذ ”لَوْمٌ“ بمعنی ملامت ہے، (سرور ملامت کے قائل ہوا)۔

## ساتواں سبق

(۳۴) مُبَالَغَةٌ: کسی چیز میں زیادتی کرنا، اصطلاح میں: فاعل میں اصل مادہ و ماخذ کا زیادہ ہونا، خواہ مقدار میں ہو یا کیفیت میں۔

(الف) مُبَالَغَةٌ فِي الْكَمِّ (مقدار کی زیادتی)، جیسے: اَتَمَرَ النَّخْلُ، ماخذ

اے کھڑو ماخذ: لغت میں: ماخذ کا بہت زیادہ ہونا، اصطلاح میں: فاعل میں ماخذ مادہ کا بکثرت پلایا جانا، جیسے: تَخَلَّصَتْ الْاَرْضُ، ماخذ ”تَخَلَّصَ“ بمعنی گھاس ہے (زمین سبز و زرخیز ہوئی)۔ قطعاً ماخذ: ”ماخذ کا“ فاعل کا ماخذ کے گھونے کرنا۔



”قمر“ بمعنی کھجور ہے (درخت خرما میں بہت زیادہ کھجور آئے)۔

(ب) مبالغہ فی الکیف: (کیفیت کی زیادتی) اَسْفَرَ الصُّبْحُ، ماخذ ”سفر“ بمعنی روشن ہے (صبح بہت زیادہ روشن ہوئی)۔

(۳۵) مُشَارَكَةٌ: لغت میں: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: فاعل اور مفعول کا کسی کام کو مل کر اس طرح انجام دینا کہ ان میں سے ہر ایک معنی فاعل بھی ہو اور مفعول بھی؛ اگرچہ لفظاً ایک فاعل دوسرا مفعول ہو، جیسے: قَاتَلَ مَسَاجِدَ سَمِيرَا (ساجد اور سمیر نے باہم قتال کیا)۔

(۳۶) مُطَاوَعَةٌ: لغت میں: انقیاد، بات ماننا، اثر قبول کرنا، اصطلاح میں: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو ذکر کرنا، خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعل اول کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے یا نہیں، جیسے: كَسَرْتُ الْإِنَاءَ فَانْكَسَرَ (میں نے برتن توڑا تو برتن ٹوٹ گیا)۔

(۳۷) مُغَالَبَةٌ: باب مفاعلت کا مصدر ہے۔ لغت میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اصطلاح میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے دو فریقوں میں سے کسی ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے باب مفاعلت کے کسی صیغے کے بعد نَصْرٌ، يَاضِرٌ کے کسی فعل کو ذکر کرنا، جیسے: ضَارِبُنِي رَشِيدٌ فَضَرَبْتَهُ (رشید نے مجھ سے مار پیٹ کی تو میں مار پیٹ میں اس پر غالب آ گیا)۔

(۳۸) مُوَافَقَةٌ: لغت میں: ایک دوسرے کے مطابق اور موافق ہونا، اصطلاح میں: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں متفق ہونا یعنی اس کے ہم معنی ہونا، جیسے: ذَجَى اللَّيْلِ وَادْجَى اللَّيْلِ (رات تاریک ہوئی) دونوں کے ایک معنی ہیں۔

۱۔ سَمِعَ ماخذ: فاعل کا ماخذ ہے: حَتَّال (اس نے حرکت و تصرف سے روکا)۔ مَوَالَات: پے در پے کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مسلسل اور لگاتار کرنا، مثلاً: وَاصَلْتُ الْجُهْدَ (میں نے لگاتار محنت کی)۔

(۳۹) نسبت بماخذ: لغت میں: ماخذ کی طرف منسوب کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کی طرف ماخذ معنی مصدری منسوب کرنا، مثلاً: فُسِّقْتُهُ، ماخذ ”فِسْق“، ہے (میں نے اس کو فاسق کہا)۔

(۴۰) وجدان بلغت میں پانا، اصطلاح میں فاعل کا مفعول کو معنی مصدری کے ساتھ بحیثیت فاعل یا مفعول متصف پانا۔

(الف) اَبْخَلْتُهُ (میں نے اس کو بخل کے ساتھ متصف یعنی بخیل پایا)۔

(ب) اَحْمَدْتُهُ (میں نے اس کو حمد کے ساتھ متصف یعنی محمود پایا)۔

(۴۱) مَاخَذَ: نکلنے کی جگہ، جن سے فعل نکلتے ہیں خواہ مصدر ہو، یا اسم جامد، جیسے: كَتَبَ كَالْفِظِ لَكَلاہے ”كِتَابَةً“ سے جو مصدر ہے، اور اَثْمَرَ لَكَلاہے، ثَمَرَ سے جو اسم جامد ہے۔

کبھی صرف مادہ کے حروف ہی ماخذ ہوتے ہیں اور کبھی زائد حروف مل کر ماخذ ہوتے ہیں، جیسے: اَعْرَقَ بنا ہے ”عِرَاق“ سے۔

اسی ماخذ کے معنی و مفہوم کو معنی ماخذ و مدلول ماخذ بھی کہا جاتا ہے، جیسے: كَتَبَ كَالْفِظِ لَكَلاہے اور اَثْمَرَ كَالْفِظِ لَكَلاہے (پھل) ہے لکھنے اور پھل کو مدلول ماخذ معنی ماخذ بھی کہا جاتا ہے۔

## تمرین

- (۱) اعطاء ماخذ کی تعریف مع قسمیں بتائیے! (۲) اقتضاب کی تعریف کیجیے!
- (۳) بلوغ کی کتنی قسمیں ہیں؟ (۴) امتحاز کی چاروں قسموں کو بیان کیجیے!
- (۵) جَلَلْتُ الْفَرَسَ میں کوئی خاصیت ہے؟ (۶) تشارک کا مفہوم بیان کیجیے!
- (۷) تعدیہ کی الگ سے کوئی مثال دیجیے! (۸) تحول کی تعریف مع مثال لکھیے!

(۷) تعدیہ کی الگ سے کوئی مثال دیجیے (۸) تحول کی تعریف مع مثال لکھیے!

(۹) متاخر کسے کہتے ہیں؟ (۱۰) طلب کی کوئی مثال نقل کیجیے!

(۱۱) حیونت کا مفہوم کیا ہے؟ (۱۲) مطاعت کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!

(۱۳) مشارکت کسے کہتے ہیں؟ (۱۴) مبالغہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

## خاصیات ابواب

## آٹھواں سبق

خاصیات جمع ہے خاصیت کی یہ لغت میں: خاص ہونے والا ہونا، صرفیوں کی اصطلاح میں: لفظ کے اصل لغوی معنی سے وہ زائد خاص معنی جو اس لفظ کے کسی خاص باب سے ہونے کی وجہ سے اس لفظ میں پیدا ہوئے ہوں، مثلاً: خَوَج، خَوَظْکَا، آخَوَجْ نکالا، نکالنے میں اصل معنی لغوی ”نکلنا“ بھی موجود ہے؛ البتہ ایک زائد مفہوم یعنی ایک کا دوسرے کو نکالنا بھی پایا جا رہا ہے، جو اصل معنی کے علاوہ ایک زائد معنی ہے، جو اس لفظ کے باب افعال سے آنے کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں، اسی کو ”تعدیہ“ کہتے ہیں، اور یہی باب کی خاصیت کہلاتی ہے۔

شروع کے تین ابواب: نَصْر، ضَرْب، سَمِع، کثیر الاستعمال ہونے کی وجہ سے

☆..... اُمّ ابواب ۲ کہلاتے ہیں، ۳.....

انحصار بنفس سے اسم قائل "خاص" کے آخر میں "یائے مشددة" اور "تا" معنی مصدر کی پیدا کرنے کے لیے لائی گئی ہے، خاصیت اصل میں: خاص صیغۃ بر وزن "فاعلیۃ" ہے اسم قائل یا اسم مفعول کے معنی میں ہے، خاص ہونے والی چیز ہونا، یا خاص کی ہوئی چیز ہونا۔ ۲۔ الباب کی اصل و نیاں، فائدہ: یہاں نحو یا منطق کا خاصہ مرقوم نہیں؛ کیوں کہ نحویں اور منطقوں کے نزدیک خاصہ کہتے ہیں: کجی ٹی میں پایا جائے اس کے علاوہ میں نہ پایا جائے؛ اگرچہ وہ ٹی کھی اس کے بغیر ہو (کتاب التصرفات بتقریر ص: ۹۱) مرقوموں کے یہاں ایسی بات نہیں بلکہ بسا اوقات ایک باب کی خاصیت دوسرے باب میں بھی پائی جاتی ہے مثلاً: قواعد باب افعال کی بھی خاصیت ہے اور تفعلیل کی بھی۔

## خاصیت باب "نصر"

فَصْر کی مشہور خاصیتیں تین ہیں، ان میں سب سے اہم خاصیت مغالبہ ہے۔

(۱) مُغالبہ: لغت میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا،

اصطلاح میں: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے دو فریقوں میں سے کسی ایک کے

غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے باب مفاعلت کے کسی صیغے کے بعد نَصْر یا ضَرْب

کے کسی فعل کو ذکر کرتا ہے۔

☆..... سچ ان تینوں ابواب کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے ماضی و مضارع میں عین کلمے کی

حرکت ثقیف ہوتی ہے، جیسے تَقْصِرُ تَنْصُرُ، ضَرْبٌ يَضْرِبُ، سَمِعْتُ يَسْمَعُ، بِرْخَافٍ تَنْبِيلُ الْبَابِ فَتَجْعَلُ

بَلْتَجْ، كَرْمَ يَكْرُمُ، حَسِبَ يَحْسِبُ، ان میں ماضی و مضارع کے عین کلمے کی حرکت یکساں ہے؛

چوں کہ ان ایجاب کے معنی میں فرق ہوتا ہے، اس لیے لفظوں میں بھی اختلاف ہو تو یہ مناسب ہے، تاکہ لفظ

دستی میں یکسانیت اور موافقت پیدا ہو جائے، اور یہ باتیں صرف تصور، ضربِ سمیع، میں ہی پائی جاتی ہیں:

ماہل یہ کہ ان شیوں میں ابواب کو نام الابواب "کثرت استعمال اور کسی خاص معنی و مفہوم کے ساتھ مقید نہ ہونے کی

وجہ سے کہا جاتا ہے برخلاف دیگر ابواب کے جیسے بلخ، گرگم، حبیب، کیانہ کی قید کے ساتھ مقید ہیں

(نولہویں باب) فائدہ: ان میں ابواب کا سب سے زیادہ ہیں، دیکھ لیں کہ یہ ابواب الشراعیہ میں باہم

یساں ہیں۔ یہی جو گھر رہتا تھا۔ یہیں میں صرب اور سلاوی صرب صرب رہتا تھا۔ یہیں میں، اسی باہم یساں

[illegible]

تقصود ہو، اب مفاعلت کے بعد اکابر سے کوئی فعل، نفع یا مضرت سے ذکر کرنا لازم ہے اگرچہ وہ

دوسرے باب سے آتا ہو بلکہ فرق غالب کو دوسرے فعل کا تعلق اور فریق مغلوب کو مفعول بنانا چاہیے یہی

جہ سے کہ مخالف صرف فعل متعدی سے آتا ہے (تولوار، ص: ۸۵) مجھے: ضارِ تینے، راشد لضم تینے (راشد

نے مجھ سے مرہٹ کی قومیں مارہٹ میں اس پر غالب آ گیا) اس میں دیکھیے حکم اپنے غلے کا اٹھایا جاتا

ہے۔ اس لیے خسارِ بے کی بارے سے دوسرا فصل ثلاثی مجرد سے ذکر کیا گیا، اور حکم دوسرے فصل کا قائل اور

مراقبہ مطلوب راشد مفعول ہے۔ تنبیہ: مغالبہ: صرف واحد مکمل ہی کے میسر سے نہیں ہوتا؛ بلکہ دیگر میسر

سے بھی ہو سکتا ہے، اور صرف پہلے فعل کے مفعول کا غلبہ ہی ظاہر نہیں کیا جاتا (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

مغالہ: کے لیے کوئی بھی فعل باب نصر سے اس وقت آئے گا؛ جب کہ وہ مثال وادی دیا، اور اجوف یا ئی ناقص یا ئی نہ ہو بلکہ صحیح، مہوز، اجوف و ناقص وادی، اور مضاعف ہو تب نصر سے آئے گا خواہ وضعی طور پر کسی بھی باب سے ہو، جیسے: خَاصِمْنِي نَبِيلٌ فَخَصَمْتُهُ (نیل نے مجھ سے جھگڑا کیا تو میں اس پر جھگڑے میں غالب رہا) يُخَاصِمُنِي سَمِيرٌ فَأَخْصَمْتُهُ (سمیر مجھ سے جھگڑتا ہے تو میں اس پر جھگڑے میں غالب آجاتا ہوں) خَصَمَ باب ضَرْب سے ہے لیکن مغالے میں أَخْصَمُهُ باب نصر سے لایا گیا ہے۔

(۲) تصییر: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری و ماخذ سے متصف کرنا، جیسے: ثَلَاثُ الْمَالِ (اس نے مال کے تین حصے کیے) ماخذ ”ثَلَاثُ“ بمعنی تہائی ہے۔

(بقیہ صفحہ گزشتہ) بلکہ پہلے کے قائل کو دوسرے فعل کا قائل بنا کر اس کا بھی غلبہ ظاہر کیا جاسکتا ہے، جیسے: يُؤَانِسُ نَجِيبٌ سَلِيمًا فَيَأْتِسُ سَلِيمٌ بِنَجِيبٍ (نجیب اور سلیم آپس میں محبت کرتے ہیں تو سلیم نجیب پر محبت میں سبقت لے جاتا ہے) اسی طرح: قَاوَمْتُ سَاجِدًا فَفُتِسْتُ وَأَفْوَسْتُ (میں نے ساجد سے کمان کے عمدہ ہونے میں مقابلہ کیا تو میں غالب رہا)۔

۱۔ کیوں کہ اگر مثال وغیرہ ہے تو باب ضَرْب سے آئے گا، جیسا کہ آگے صفحہ ۲۲ پر آ رہا ہے، اس لیے کہ ان سب سے باب نصر نہیں آتا، الا ایک دو لفظ کے۔ فائدہ: مغالہ قیاسی طور پر جن افعال سے چاہیں بتائیں ایسا نہیں ہے بلکہ مسموع یعنی عرب سے سننے پر موقوف ہے، لام سیویہ فرماتے ہیں: ليس في كل شيء يكون هذا الا ترى: اَنَّكَ لَا تَقُولُ: نَازَعَنِي فَتَزَعْتُهُ وَأَنْزَعَهُ بَلْ نَقُولُ: هَذَا الْبَابُ مَسْمُوعٌ (نوی، ص: ۳۰، نوادر ص: ۸۵) مغالہ کے لیے باب نصر کے خاص ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غلبہ کے اکثر افعال زیادہ تر نصر سے آتے ہیں، جیسے: تَجَبَّرَ (زاد ہوا) جَعَزَ (کثرت میں غالب آیا) تَعَزَّرَ (جوع میں غالب آیا) (نوادر، ص: ۸۵، نوی: ۲۹) تَمَرَّقَ الْقَيْدُ (شرباز زیادہ کیا)۔ فَصَّرَ کی چند دیگر خاصیتیں: (۱) توقیف، جیسے: غَدَا (بوقت صبح گیا)۔ (۲) اتخاذاً فاعل کا مادہ و ماخذ بنانا، جیسے: جَعَزَ يَجْعُزُ (اس نے دیوار بنائی) ماخذ ”جَعَزَ“ بمعنی (دیوار) ہے۔ حاض: اس نے حوض بنایا، حَضَنَتِ الْمَرْأَةُ الْوَلَدَ (عورت نے بچے کو بغل میں لیا)۔ (۳) تَعَمَّلَ: فاعل کا ماخذ مادہ کو کاہل لانا، جیسے: غَصَا يَغْصُو (اس نے لاشی سے مارا) ماخذ ”غَصَا“ بمعنی ”لاشی“ ہے۔ (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

## تحریریں

(۱۱) صبر و دلّت: فاعل کا مادہ و ماخذ والا ہونا، جیسے: نہابٌ یثوبُ، دربان ہوا، ماخذ ”نہابٌ و ثوبٌ“ بمعنی دروازہ ہے۔ (۱۲) سَلَبٌ: معنی مصدری کو راسخ کرنا، جیسے: یُفسِرُ یُفسِرُ اس نے کھال اتاری، ماخذ ”یُفسِرُ“ بمعنی چھلکا و کھال ہے۔ لُ نَصَفَ الْمَسَالَةَ یَنْصُفُ (دو آدمی مسافت تک پہنچا)۔

# نواں سبق

## خاصیت باب ضرب

باب ضرب یَضْرِبُ کی مشہور خاصیتیں تین ہیں، ان میں سب سے اہم مغالبہ ہے۔

(۱) مُغَالِبَہ: کوئی بھی فعل جب کہ وہ مثال وادی، یا مثال یائی، یا اجوف یائی یا ناقص یائی ہو تو مغالبہ کی صورت میں ضرب یَضْرِبُ سے لاتے ہیں اگرچہ وہ کسی اور باب سے ہو، مثلاً: وَاعْتَمِنِي رَشِيدًا فَوَخَمْتُهُ (رشید نے مجھ سے بدظنی میں مقابلہ کیا تو میں غالب آگیا)۔

يُؤَاهِبُنِي فَأَهْبُهُ (وہ مجھ سے لینے دینے میں مقابلہ کرتا ہے تو میں سبقت لے جاتا ہوں) اِهْبُهُ، واحد منکلم فعل مضارع فتح سے ہونے کے باوجود ضرب سے لایا گیا ہے۔

(۲) سلب: فاعل کا مفعول سے معنی مصدری زائل کرنا، جیسے: فَشَرَّ يَقْشِرُ اس نے کھال اتاری، خَفَنِي يَنْغِفِي (اس نے پوشیدگی دور کی)۔

۱۔ نصو کی طرح اس باب کی بھی بہت سی خاصیتیں ہیں جن کا احاطہ شواہد، یہاں صرف مشہور خاصیتیں بیان کی جا رہی ہیں۔ ۲۔ مثال وادی، فعل ماضی کی مثال ہے۔ ۳۔ مثال وادی فعل مضارع کی مثال ہے۔ ۴۔ يَأْكُرُنِي فَأَكْبِرُهُ (وہ مجھ سے بڑے ہوتی کرتا ہے تو میں جیت جاتا ہوں) مثال یائی فعل مضارع کی مثال: بَايَعُ كَرِيمًا زَيْنًا فَيَبِيعُهُ (کریم انیس سے معاملہ کرتا ہے تو انیس کریم پر غالب آجاتا ہے) اجوف یائی: تَلَا فِي بَشَرٍ عَائِشَةً فَعَلَّقَهَا، بشری عائشہ سے لٹکا جاتا کرتی ہے تو بشری عائشہ پر سبقت لے جاتی ہے، ناقص یائی کی مثال ہے۔

۱۔ فائدہ: حرب کی چند حکمتیں یہ ہیں (۱) بلوغ: قاتل کا اندرانی یا مکانی میں آنا، جیسے یَمْنُ الرَّجُلُ یَمْنَهُ مَوَدَّ اُنی طرف آیا۔

(۳) حصول: قائل کا مضمون ماخذ پر ماضی ماخذ ہو جاتا، جیسے تَمَاسَ الْجَدَى یَتَمَسُّ، بکری بکرا میں لگی۔  
(۴) اصابت: کسی چیز کا فصل کے بارے ماخذ تک پہنچنا، جیسے: جَلَدَهُ بِالسَّوْطِ بِعَجْلٍ، اس نے اس کو کوڑے سے مارا ماخذ ”جلد“ بمعنی کمال ہے یعنی کوڑا کمال تک پہنچا۔ (۵) جمع: قائل کا مضمول کو جمع کرنا جیسے تَنظَّمُ، (اس نے پرویا)۔

(۹) استغوار: قائل کا کسی جگہ میں قمر پانا، جیسے: ثویٰ بنوی کسی جگہ ظہر، انیم ہوں۔ (۱۰) زفی: جھٹکنے کا مضمہ رکھنے والے افعال، جیسے: لاذ یفلاہ اس نے چمکا۔

(۱۱) اصلاح: قابل کا کسی چیز کو درست اور ٹھیک کرنا، جیسے: تَصحیح اس نے کپڑا بُنا۔ غلط بمعنی اس نے  
 سلا۔ (۱۲) تصویب: آدمی سے قطع رکھنے والے افعال، جیسے: نَطَقُ یَنْطِقُ دو بولتا۔ وَعَظُ یُعَظُّ اس نے  
 نصیحت کی۔

(۱۳) حصول، (۱۴) اعطاء، (۱۵) کثرت، (۱۶) تعلیظ، (۱۷) طمان، (۱۸) الماس، (۱۹) اس نے اس کو دیا۔



## تمرین

(۱) باب ضرب سے مغالبہ آنے کے لیے کیا شرطیں ہیں؟ (۲) واقع سے مغالبہ لائیں گے تو مضارع کس باب سے آئے گا؟ (۳) ضَرْب کی کم از کم دو خاصیتیں بیان کیجیے! (۴) اجوف واوی ویائی سے مغالبہ کس باب سے آئے گا؟ (۵) قصر کی مثال مع تعریف بیان کیجیے! (۶) ہلوع کی تعریف کیجیے اور مثال دیجیے!

## دسواں سبق

### خاصیت باب سَمِعَ

سَمِعَ یَسْمَعُ کا باب متعدی کے مقابلے میں لازم زیادہ آتا ہے یہ باب زیادہ تر أعراض لے سے تعلق رکھتا ہے، اس باب سے آٹھ قسم کے افعال آتے ہیں: عِلَل، اَحْزَان، فُرُح، الوان، غُیوب، حُلّی، اشتعال والے افعال، ہیجانی اوصاف کے افعال۔  
(۱) عِلَل: علت کی جمع ہے بمعنی بیماری، یعنی وہ افعال جو بیماری کو بتائیں، جیسے: سَقِمَ (بیمار ہوا) مَرِضَ، وَجَعَ (درد مند ہوا)۔

(۲) اَحْزَان: حَزَن کی جمع بمعنی رنج و غم، یعنی وہ افعال جو رنج و غم کو بتائیں، مثلاً: حَزِنَ، غَمَلِینَ ہوا، شَکِجَ آہ و زاری کی، خَزَبَ مصیبت میں مبتلا ہوا۔

(۳) فُرُح: فُحْشِ خوشی، وہ افعال جن میں خوشی کا معنی ہو، جیسے: فُرحَ، وہ خوش ہوا۔

(۴) الوان لون کی جمع ہے رنگ، وہ افعال جو رنگ کو بتائیں، مثلاً: شَہَبَ

---

لے أعراض جیسے: بیماری، خوشی، غم، لون، عیب وغیرہ۔ ۲۔ فُحْشِ ۳۔ رنگ کے لیے زیادہ تر افعال و افعال کا باب آتا ہے، جیسے: اَحْمَرُ بہت سرخ ہوا، اَذْهَامُ بہت زیادہ سیاہ ہوا، اَبْیَضُ سفید ہوا، اِضْفَرُ زرد ہوا، اِزْزاقُ نیلا ہوا، اِخْضَرُ اخضر ہوا، اِزْزاقُ ہوا۔

(سیاہی ملی ہوئی سفید رنگ والا ہوا) گدبدر (مثیلا رنگ ہوا)۔  
 (۵) عُیُوب: عیب کی جمع وہ افعال جن میں عیب اور نقص کا مفہوم ہو، جیسے:  
 شَبَّكَسَ، لَجَزَ (بخیل ہوا)۔

(۶) جُلِيَ: حاک کے منہ اور کمرے کے ساتھ جلیقہ کی خلاف قیاس جمع ہے بمعنی صورت، خلقت، ہیئت، اس سے مراد اعضا کی وہ ظاہری علامت ہے، جس کو آنکھوں سے دیکھا اور جانا جاسکتا ہو، جیسے: ضَلَع (پیدائشی ٹیڑھا ہوا)۔

(۷) اشتعال و براہیختگی پر دلالت کرنے والے افعال، مثلاً: بَطَرَ، اِتَّيَا فَلِيقَ (بے چین ہوا)۔

(۸) وہ ہوجانی اوصاف جو بھوک و پیاس کو بتائیں، مثلاً: شَبِعَ (شکم سیر ہوا) دَوَى (سیراب ہوا)۔

سمع مطاوعت کے لیے بھی آتا ہے:

مُطَاوَعْتَ فَعَلْ، فَعَلْ کے بعد سَمِعَ کے کسی فعل کا آنا؛ تاکہ معلوم ہو کہ فاعل نے مفعول کا اثر قبول کیا ہے، مثلاً: جَذَعَهُ فَعْدَعٌ، اس نے ناک کان کا ناکو وہ کٹ گیا (نک کٹا ہو گیا)۔

مطَاوَعْتَ فَعَلْ: عَلَّمَهُ فَعَلِمَ (اس نے اس کو سکھایا تو اس نے سیکھ لیا)۔

---

۱۔ لُہب بھرے رنگ کا ہوا۔ اَدَمَ گندمی رنگ کا ہوا۔ ۲۔ غَرَجَ نکلنا ہوا ضِعْبَ پراگندہ ہوا۔ غَوِزَ (کانا ہوا) صَبَدَ (ٹیڑھی گردن والا ہوا) غَبِنَ (آنکھ کی بڑی چوڑی پٹلی والا ہوا) لُجِيَ (سیاہ ہو نکل والا ہوا) غَضِبَ ناک اور پٹکی کراٹا ہوا۔ شَبَّيْرَ نچے پٹنی ہوئی ہونٹ والا ہوا۔ ۳۔ غَاوَرَ غَارَ (حیرت کھائی) حَمَسَ (بماہیت ہوا) لُحِبَ (حصہ ہوا)۔ ۴۔ صَدَعَتْ دُہبَ (پیرا ہوا)۔ ۵۔ لَزَحَتْ لَزَحَ (اس کو خوش کیا تو وہ خوش ہو گیا)۔

## تمرین

(۱) سمیع سے کتنی قسموں کے افعال آتے ہیں؟ (۲) اس باب کی کم از کم پانچ خاصیتیں بیان کیجیے! (۳) خوشی دہنی کے افعال زیادہ تر کس باب سے آتے ہیں چند مثالوں سے واضح کیجیے! (۴) جلی سے کیا مراد ہے؟ (۵) طرب (دو خوش ہوا) ختمط (اچھی خوشبودالا ہوا) قنم (بدبودار ہوا) مہلک (بدبودار ہوا) کس باب سے ہیں اور کیوں؟

فائدہ :- بعض الفاظ سمیع اور کرم دونوں سے آتے ہیں جیسے: اَؤم، مَسْجُور، گندہ رنگ کا ہوا عَجَف دِلا ہوا، خَفَق بے وقوف ہوا، خَرَق بے وقوف ہوا، عَجَم کوٹکا ہوا، رَغْن بے وقوف ہوا؛ بشرطے کہ اس کلام کلمہ یا نہ ہو، کیوں کہ ناقص یا ناقص ہونے سے نہیں آتا ہے سوائے بھٹی کے۔

تنبیہ: صرف کی مشہور کتاب ”مفصل“ کے بعض شارحین نے بیان کیا ہے کہ اس باب سے زیادہ تر امراض و تہدیلی حالت پر دلالت کرنے والے افعال آتے ہیں اس لیے کہ اس باب کے ماضی میں ماضی کلمہ پر فقرے کے بجائے کسر دیا گیا ہے، مگر بالظاہر معنی میں ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیلی ہوتی ہے۔

سمیع کی چند دیگر خاصیتیں یہ ہیں: (۱) کشبہ بمعاملہ: قائل کا دار و ماند کے مانند ہونا، مثلا: اَسْبَدَ اَمْطَلَق و معاملات میں شیر کے مانند ہونا، اَمْخَذَ اَسْبَدَ معنی شیر ہے، کَلْب مکاری و عیاری میں بھیلے کی طرح ہوا، اَمْخَذَ ”قَلْب“ معنی بھیل ہے۔

(۲) ملب بمعاملہ: کسی چیز سے معنی مصدری کو دور کرنا، جیسے: خَفَا (اس نے پوشیدگی دور کی) اَمْخَذَ ”خَفَا“ معنی پوشیدگی ہے۔

(۳) تصیر: قائل کا مفعول کو معنی مصدری والا کرنا، جیسے: ثَلَّثَ العال، اس نے مال کے تین حصے کیے۔

(۴) زُوت: قائل کا اَمْخَذَ کو دیکھنا، جیسے: بَكَرَ الْكَلْبُ کتے نے گائے کو دیکھا، اَمْخَذَ ”بَكَرَ“ معنی گائے ہے۔

(۵) لَصوق: کسی چیز کا کسی چیز سے چپک جانا، جیسے: تَرَبَّ مِثْلِي والا ہوا۔ (۶) صبر ووت: قائل کا اَمْخَذَ والا ہونا، جیسے: تَرَبَّ بہت مِثْلِي والا ہوا، اَمْخَذَ ”تَرَبَّ“ معنی مِثْلِي ہے۔ تَرَبَّ خارش والا ہوا، اَمْخَذَ ”تَرَبَّ“ معنی خارش ہے۔

(۷) کُور بمعاملہ: قائل میں اَمْخَذَ و بارہ کا بکثرت پلایا جانا، جیسے: مَجَلَّاتِ الْاَرْضُ زَمِنَ بَزْرَہِ نَارِہِ، اَمْخَذَ ”مَجَلَّاتِ“ معنی گمان ہے، تَرَبَّ الْمَكَانَ، بڑی زیادہ ہوئی۔

(۸) تصویق: قائل کا اَمْخَذَ سے ڈرنا، جیسے: اَسْبَدَ (شیر کو دیکھ کر گھبرا) اَمْخَذَ اَسْبَدَ ہے۔

# گیارہواں سبق

## خاصیت باب فتح

اس باب کی دو طرح کی خاصیتیں ہیں: لفظی، معنوی۔

لفظی خاصیت: یہ ہے کہ اس باب سے ایسے افعال آتے ہیں، جن کا عین یا لام کلمہ، یا دونوں حروف حلقی میں سے کوئی حرف آتا ہو، مثلاً: عین کلمہ حلقی ہو، جیسے: ذَهَبَ (دو گیا) لام کلمہ حلقی ہو، جیسے: وَقَعَ (دو گرا)۔  
عین و لام دونوں حلقی ہوں، جیسے: نَخَعَ (ذبح کے وقت چھری کو حرام مخرنک پہنچایا)۔

۱۔ اس باب میں حروف حلقی کی شرط اس لیے ہے کہ حروف حلقی کا عروج اسطرلاب ہے، جو بائیں قوس سے اس لیے ان حروف کو بائیں سے پہلے حرف کو نثر دیا گیا تاکہ "الفصحى انفع البحر کعبہ کے تحت بہت حد تک نقل ختم ہو کر یکسانیت پیدا ہو جائے، سہیہ، ص: ۷۳۔ ۲۔ تھا اس نے انیسویں رکھی، متعق نم کی وجہ سے خود کشی کی: البتہ یہ ضروری ہے کہ عین و لام کلمہ حروف حلقی میں سے ایک جس کے ساتھ درندہ دیگر باب سے ہوگا، سوائے: فتح فتح کے دونوں ایک ہی جس کے ہیں فتح فتح سے فتح ضعیف ہے، ورنہ یہ بھی متعق سے ہے۔ قانده: کسی فعل کے فتح سے آنے کے لیے یہ شرط ہے کہ عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو، یہ مطلب نہیں کہ جہاں کہیں عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو "فتح" سے آنے گا، جیسے: فَنَجَّعَ يَنْجَعُ بہار ہوا، يَنْجَعُ يَنْجَعُ پہنچا نصر سے ہے، مَنَعَ، شَهَبَ، فَوَّجَ، مَنَعَ سے اور وَعَدَ وَعْدٌ، ضَرَبَ سے ہیں۔ قانده مہمہ: صاحب قانده الہیان طالعہ عبدالرحیم علی پوری نے اپنی کتاب میں نہایت اہم بات لکھی ہے کہ: اعداد کے الفاظ قلک سے عشر تک اگر لام کلمہ حرف حلقی ہو تو اعداد و تصنیف دونوں خاصیت کے لیے فتح سے آتے ہیں: جیسے: نَجَّعَ يَنْجَعُ (جو قاتی حصہ لیا یا پار حصے کیے) نَجَّعَ يَنْجَعُ نَجَّعَ يَنْجَعُ، لَوَا کلام کلمہ حرف حلقی نہ ہو تو پھر خاصیت اعداد کے لیے ہو، تو نصیر سے اور تصنیف کے لیے ہو تو ضرب سے، جیسے: اَخْمَسَ يَخْمَسُ (پانچواں حصہ لیا) اَخْمَسَ يَخْمَسُ (پانچ حصے کر دیے) (ص: ۱۲۰)

حروف حلقی چھ ہیں: ہمزہ، ہاء، عین، حاء، غین، خاء۔  
شعر: حروف حلقی شش بود اے نور عین ہمزہ، ہاء، حاء، خاء، عین، غین

## مشہور معنوی خاصیتیں تین ہیں:

(۱) إعطاء ماخذ: فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ دینا جیسے: لَحْمَهُ (اس نے اس کو گوشت کھلایا) ماخذ ”لحم“ ہے۔

(۲) تحول: فاعل کا ماخذ کی طرف منتقل ہونا، جیسے: ذَهَبَ (سونا ہو گیا) ماخذ ”ذَهَب“ بمعنی سونا ہے۔

(۳) سلب: فاعل کا معنی مصدری سلب کرنا، جیسے: مَسَلَحَ (اس نے کھال کھینچی) حَمَا الْبَنُو (اس نے کنواں سے کچھڑ نکالی) ماخذ ”حَمَا“ بمعنی کچھڑ ہے۔  
اس باب کے عین یا لام کلمے کا حرف حلقی ہونا شرط ہے؛ لیکن رَكَنَ یُرْکَنُ

۱۔ ان حروف میں ثقل، حرف کی ترتیب سے ہے یعنی سب سے زیادہ ثقل ہمزہ میں ہے پھر ہاء، پھر عین میں آخری شرح شافعی ص: ۳۸۴ ی شخصہ اس نے اس کو چربی دی۔ مع چند الفاظ مستثنیٰ ہیں یعنی حروف حلقی نہ ہونے کے باوجود فتح سے آئے ہیں، وہ علامہ سعد اللہ صاحب نوادر الوصول کے بسیار تلاش و جستجو کے مطابق سترو ہیں: وہ یہ ہیں: (۱) زَكَنَ یُزْکَنُ وَکُنَا (اُکُل ہوتا) (۲) اُیْ یَاہِیْ اِہَاہْ اُ (اُتْکُر کتا) (۳) هَلْکَ یَهْلُکَ هَلَاکَا (قُتَا ہوتا) صاحب کشف نے اپنی تفسیر میں اس کو بیان کیا ہے کہ اس میں ایک قرأت ایہی یاہی کی بھی ہے۔ قرأ الحسن بفتح اللام وہی لغة لخواہی یاہی (کشف للز معشری ص ۲۵۱/۱) (۴) زَكَنَ یُزْکَنُ وَکُنَا (پتہ لینا) (۵) ابو عبیدہ کے قول کے مطابق جیہی بھیجی جبہاء (جمع کرنا) (۶) مَنَدَ سَبَوِیَ لَلِیْ یَقْلِیْ لَلِیْا (گوشت بھونا) (۷) غَضُضْ یَغْضُضْ غَضًا (دانت سے مضبوطی سے کاٹنا) جیہی کُضْرَے مَلْطِیْ ضَرْبِ اور غَضُضْ سَح سے زیادہ مشہور ہیں مَلْطِیْ یَقْلِیْ قَبِیلَ مَارِیَہِ یا حَاطِیَہِ کی ضعیف لغت ہے یا زَقَبِیلَ تَدَاخُلُ ہے (۸) غَشِیْ یَغْشِیْ غَشِیًّا (ڈھانکنا) (۹) شَجِیْ یَشْجِیْ شَجًا (شکین ہونا) (۱۰) حَشِیْ یَحْشِیْ حَشِیًّا (بہت زیادہ فساد کرنا) (۱۱) مَسَلَا یَمَسْلِیْ مَسْلِیًّا (تسلیم پانا) (۱۲) لَفَطَ یَلْفَطُ لَفْطًا (اپس ہونا) لغت حَاطِیَہِ میں در نہ یہ بھی سمیع سے ہے، لیکن ہے کہ یہ بھی از قبیل تَدَاخُلِ ہو (رضی، ص: ۵۰) (باقی اگلے صفحہ پر)

رُکُونًا (ماثل ہونا) ابی یابی اباءاً (انکار کرنا) حروف حلقی نہ ہونے کے باوجود فتح سے ہیں اس لیے کہ رُکُنٌ یَرْکُنُ تداخل کے قبیل سے ہے اور ابی یابی شاذ ہے۔  
فائدہ :- یہ شاذ خلاف فصاحت نہیں کیوں کہ قرآن میں ہے: تَابِیْ قُلُوْبُهُمْ لَ تَدْخُلُ: باعتبار لغت: ایک دوسرے میں داخل ہونا، اصطلاح میں: ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے: قُضِلَ یَفْضُلُ، سَمِعَ سے ہے صاحب فیض ہونا، اور قُضِلَ یَفْضُلُ، کُتِبَ سے بھی ہے صاحب فضیلت ہونا، اب سمع کا ماضی اور کسرم کا مضارع لے

(پیشہ) ابوجان فرماتے ہیں کہ: حلقی الحین یا الحی الام فتح سے ہوتا ہے، نوادر میں: ۸۸، یہ کہ نہیں ہے بلکہ اکثری ہے تحقیق یہ ہے کہ وہ فتح سے ہو گیا سمع سے دیگر ابواب سے بہت کم ہوتا ہے۔ حمیری (۳) غَطِیْ یَغْطِیْ، غَطُوا، قدس کو کشادہ کر کے چلنا (۳) علی غطلی، غلاء بلند ہونا (۱۵) غُلّ، یَغْلُ غُلّاً حرکے فریب والا ہونا (۱۶) قَبِلَ یَقْبِلُ قبولاً قبول کرنا (۷) اَتَمَّ یَأْتِمُ الْعَمَاءُ گناہ کرنا، آخر کے تین کو صاحب قاموس نے بیان کیا ہے، (نوادر میں: ۸۸) لَ شَاذٌ: وہ لفظ جو قاعدے یا استعمال کے خلاف ہو، اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) صرف قیاس و قاعدے کے خلاف ہو استعمال کے خلاف نہ ہو، جیسے: مَسْجِدٌ قُوْذٌ، صَبَدٌ (۲) صرف استعمال کے خلاف ہونہ کہ قیاس کے۔ جیسے: مَسْجِدٌ مَسْجِدٌ، یہ دونوں صورتیں خلاف فصاحت نہیں ہیں (۳) استعمال و قیاس دونوں کے خلاف ہو، جیسے: وَالْبَقْلُ، وَالْبَقْلُ، یَقُولُ الْخَبْی: وَابْقَضُ الْعَجْمُ نَابِقًا اِنِّیْ وَهْ صَوْتُ الْجِنَانِ الْبَقْلُ کَمَا یَقُولُ هُوَ الْبَصْرُ، لسان العرب ج ۲/۲۰۷ ہر دو، یہاں فعل پر الف لام داخل ہے یہ خلاف فصاحت ہے: لہذا لابی یا ابی استعمال کے خلاف نہ ہونے کی وجہ سے غیر فصیح نہیں ہے (سہرہ زنجانی مع حاشیہ میں: ۱۸-۱۹) ع سورة التوبة: آیت: ۳۴۔

باصح کی دیگر چند نامیتیں یہ ہیں: (۱) اتحاد: فاعل کا ماخذ بنانا، مثلاً: ہَا زَیْنًا اَسَ نے کو اس بنایا ماخذ "ہنر" کو اس ہے۔ (۲) تَعْمَلُ: بارہ ماخذ کو کام میں لانا، مثلاً: رَمَحَ یَرْمِیْخُ اس نے نیزہ مارا، ماخذ "رمح" معنی نیزہ ہے تَعْمَلُ (اس نے فعل لگایا) (۳) کسب ماخذ: ماخذ کو توڑنا تَفْصُرُ (اس نے توڑا، سوار کیا) (۴) اصابت: نزائے اس نے اس کے سر پر ڈھک لگایا۔ (۵) اہلاء: تکلیف دینے کا مضمود کر کے والے افعال جیسے: لَسَعَ یَلْسَعُ (ڈک سے ڈسا) لَدَغَ (مضہ سے ڈسا)۔ (۶) اعطاء: ش: کسی چیز کے بدلے کچھ دینا جیسے: مَنَعَ، تَعْمَلُ، کسی چیز کے بدلے اس نے دیا (۷) طلبہ: یعنی وہ افعال جن میں طلبہ کی بات ہو، جیسے: تَهْتَرُ قَالِبٌ آیا (۸) دلح ماخذ جیسے: وَزَا، دَلَحَ اس نے دھج کیا (۹) مسبر جیسے: سَعَى وہ چلا (۱۰) تصویت: حج دیکار کا مضمود کر کے والے افعال، جیسے: صَرَخَ اس نے چیخا (۱۱) تدریج: تجزغ اس نے گھومت گھومت کیا۔ (۱۲) بلوغ: تسلیع الشہر مہینہ ختم ہوا (۱۳) الہاس: لَحَقْتُ (میں نے اس کو لاف لایا) (۱۴) کثرت ماخذ: تَخَلَّوْا الْمَكَانَ (گھاس زیادہ ہوئی) (۱۵) مسرودت، لَبِثَ الطِّفْلُ بچے کو رال لگئی۔

کَرَفَضِلْ يَفْضُلْ استعمال کرنا تداخل ہے، اسی طرح رَكَنَ يَوْكُنْ، نَصَرَ سے بھی ہے اور رَكَنَ يَوْكُنْ، مَسَعَ سے بھی ہے؛ لہذا انصر کا ماضی اور مسمع کا مضارع لے کر رَكَنَ يَوْكُنْ استعمال کیا گیا ہے، جو از قبیل تداخل ہے۔

## تمرین

- (۱) باب ففتح کی لفظی خاصیت بیان کیجیے
- (۲) حَلَقِي الْعَيْنِ وَحَلَقِي الْاِلَامِ کی ایک ایک مثال بیان کیجیے
- (۳) معنوی خاصیتوں میں سے کم از کم دو کو بیان کیجیے
- (۴) تداخل کے لغوی و اصطلاحی معنی مع مثال بیان کیجیے

## بارہواں سبق

### خاصیت باب گُرم

اس باب کی چند خاصیتیں ہیں:

- (۱) یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے۔ (۲) یہ باب ان اوصاف کے لیے آتا ہے، جو خلقی و فطری اور پیدائشی ہوں، جیسے: حُسْن، قُبْح، وہ اوصاف ہیں جو ولادت کے وقت سے ہوتے ہیں کسی نہیں ہیں، خلقی اور پیدائشی اوصاف تین طرح کے ہوتے ہیں:

(۱) اوصافِ خَلْقِیہ حقیقیہ: یعنی وہ اوصاف جو پیدائشی اور فطری ہوں،

یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے، سوائے وَحْبٌ كَمَا جِئَ بِكَ الدُّرُّ کیوں کہ اس باب سے آنے والے افعال کا مفعول خود اس کی ذات سے ہوتا ہے غیرے تعلق نہیں ہوتا اس لیے یہ باب متعدی نہیں ہوتا اگرچہ متعدی میں نے متعدی نہ آنے کے قول کو مخدوش فرمادیا ہے، کیوں کہ یہ اوقات متعدی بھی آتا ہے جیسے: اَنْ نَسْرًا قَدْ حَلَّعَ الْبَعْنَ اَنْ يَلْغَ وَدَخَلَ (بلاشبہ نرسین پہنچا) (رضی، ص: ۳۲، نوادر الوصول، ص: ۹۰)

خاصیت باب کسب

۱۔ حکم (برودہد ہو) و لقی (مہربانی کا برہنہ کیا) حَسَن (خوب صورت ہو) قَبِيح (برصورت ہو)۔ ج ساہماں  
کے ٹڈائی سے عقل رکھنے کے بعد فطرت الہی راسخ ہو جاتی ہے، کہ گویا موصوف کی ذات کے لیے لازم ہو۔  
ج جنسی آدمی شرمناک ہو تا ہے پاکی حاصل کیے بغیر بہت سے اعمال نہیں کر سکتا گویا اس کو نجاست سے مشابہت پائی  
گئی۔ ج فائدہ: کریم اور فیاضی و ناقص پائی سے نہیں آتا صرف خفا یا غیبا (خوش حال ہو) نہیں پہنچتا (حسین  
و خوبصورت ہو) اور فقہی (کمال افضل ہو) مستحقی ہیں اس باب سے مضامین نہیں آتا کیوں کہ ضرر فیل ہے اس باب  
میں حریت فیل پیدا ہو جائے گا، عمومی لام پولس کا قول: لَقِيتْ قَلْبَ (آپ محل مدہ ہوئے) شاعر ہے (رضی، ص: ۳۱)  
فائدہ: - اوصاف ظنی کسی شے سے بھی آتے ہیں: لیکن کریم سے میزہ صفت مام طور پر دوام کو بتاتا ہے جیسے: حلیم و  
حسین، اور سمع سے میزہ صفت زیادہ تر قحوت سے وقت کو بتانے کے لیے آتا ہے۔ جیسے: حزن، غمگین، غم و حزن،  
خوش۔ ۵۔ باب حبیب سے چوں کہ محدود سے چند الفاظ آتے ہیں ان کے جان لینے سے ان کے مخصوص معانی کا بھی  
علم ہو جاتا ہے، ان کی تعداد صاحبِ فصول اکبری علاہ محمد اکبر لڑ آبادی نے تیس بیان کی ہے، انہیں کو انھوں نے  
فصول اکبری میں بیان فرمایا ہے باقی کو اصول اکبری کی عربی شرح، شرح اصول اکبریہ میں بیان فرمایا ہے۔



- (۱) نَعِمَ نَعْمَةً (خوش و خرم زندگی والا ہونا) نَعْمَةً (نرم و نازک ہونا)  
 (۲) وَبَقِ وَبُقًا وَبَقًا (ہلاک ہونا) (۳) وَمِيقَ مِيقَةً (دوست بنانا) (۴) وَفِيقَ  
 وَفَقًا (موافق ہونا، موافق پانا) (۵) وَثِقَ ثِقَةً وَمَوْثِقًا (مضبوط ہونا، بھروسہ کرنا)  
 (۶) وَرِثَ وَرِثًا وَرِثًا (میراث پانا) (۷) وَرَعَ وَرَعًا وَرِعَةً (پرہیزگار ہونا)  
 (۸) وَرَمَ وَرَمًا (سو جنا، پھولنا) (۹) وَرَى وَرِيًّا (ہڈی میں گودا سخت ہونا) (۱۰)  
 وَلِيَ وَلِيًّا (نزدیک ہونا) (۱۱) وَغَرَ وَغَرًا (۱۲) وَجَرَ وَجَرًا (کینہ رکھنا)  
 (۱۳) وَلِيَ وَلِيًّا (غم کی وجہ سے خطا الحواس ہونا، ڈرنا) (۱۴) وَهَلَ وَهَلًا  
 (غیر مقصود کی طرف خیال جانا) (۱۵) وَعَمَ وَعَمًا (کسی کے حق میں خیر کی دعا  
 کرنا) (۱۶) وَطَى وَطْنًا (روندنا) (۱۷) يَتَسَّ يَتَسًّا (ناامید ہونا) (۱۸) يَتَسَّ  
 يَتَسًّا (شک ہونا) (ایک خود حسب کلاب) (۱۹) حَسِبَ حِسْبَانًا (گمان کرنا) (۲۰)

۱۔ صاحب قاموس فرماتے ہیں کہ نَعْمَةً بالفتح اسم مصدر ہے اور نَعْمَةً بالکسر مصدر (نواور، ص: ۹۰) اس کا  
 ترجمہ کتابوں میں ”چتماق حجر سے آگ نکالنا“ بھی کیا گیا ہے؛ لیکن شارح البیہ الافعال فرماتے ہیں کہ: یہ  
 لفظ اس معنی میں اس باب سے نہیں ہے، اسی طرح لغت کی کتابیں بتاتی ہیں کہ اس معنی میں یہ لفظ اس باب  
 حَسِبَ سے نہیں ہے؛ چنانچہ تاج العروس میں ہے کہ اس معنی میں یہ لفظ یا تو سَمِعَ سے ہے یا ضَرَبَ سے  
 حَسِبَ سے وہ معنی ہے جو متن میں کیا گیا، بحوالہ نواور الوصول، ص: ۹۱۔ شرح مفصل میں ترجمہ ”  
 گھبراہٹ کی وجہ سے کسی چیز کا بھول جانا“ بھی ہے، صاحب صحاح نے بھراحت نہیں بیان کیا ہے؛ البتہ  
 صاحب صحاح نے پہلے معنی میں ضَرَبَ سے اور دوسرے معنی میں سَمِعَ سے لکھا ہے یعنی اس کا حَسِبَ سے  
 ہونا منکوک ہے، نواور، ص: ۹۱۔ یہ حسب سے بسیار تلاش و جستجو کے باوجود نہیں مل سکا، یہ درحقیقت  
 سَمِعَ سے ہے، اللہ جانے حسب سے کیسے شمار کیا گیا ہے۔ س، م حیرری ۵۔ بانی ماندہ الفاظ یہ  
 ہیں: وَجَدَ يَجِدُ وَجْدًا (پانا، کھونے کے بعد پانا) (۲) يَتَسَّ يَتَسًّا (خفی کوہنونا) (۳) وَبَطَ وَبَطًا (کمزور  
 ہونا) (۴) وَجَعَ وَجَعًا (درد زدہ ہونا) (۵) وَلَغَ وَلَغًا وَوَلُغًا (برتن میں مہ ڈال کر پانی پینا) (۶) وَعَقَ  
 وَعَقًا (جلدی کرنا) (۷) وَحَمَتْنِي وَحَمًا (حاملہ عورت کا کھانے کی چیز دل کی خواہش کرنا) (۸) وَحَمَتْنِي وَحَمًا (مخبر آئندہ پر)

## تمرین

- (۱) کرم کی کیا خاصیتیں ہیں؟ (۲) کرم سے کتنے قسم کے افعال آتے ہیں؟  
 (۳) اوصافِ خلقی حقیقی و عکسی کی وضاحت کیجیے؟ (۴) کرم کی کیا خاصیتیں ہیں؟  
 (۵) خسیب کے کم از کم دس الفاظ سنائیے؟ (۶) خلم اور قبیح میں کون سی خاصیت  
 ہے؟ (۷) وہیل و ریح اور وثیق کا مصدر اور ترجمہ بتائیے۔

## تیرہواں سبق

### خاصیتِ افعال

باب افعال کی پندرہ خاصیتیں ہیں:

- (۱) تعدیہ (۲) تصبیر (۳) لزوم والزام (ضد تعدیہ) (۴) تعریض  
 (۵) وجدان (۶) سلب ماخذ (۷) اعطاء ماخذ (۸) بلوغ (۹) صیرورت  
 (۱۰) لیاقت (۱۱) حینونت (۱۲) مبالغہ (۱۳) ابتدا (۱۴) موافقت  
 (۱۵) مطاوعتِ فعل و فعل۔

(۱) تعدیہ: باب تفعیل کا مصدر ہے، عَدَّی یُعَدِّی تجاوز کرنا، اصطلاح  
 میں: ثلاثی مجرد میں ن حرف کا اضافہ کر کے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو

﴿بقیہ﴾ (۸) وَجَمَ وَكَمَا (مکمل ہونا) (۹) وَهَمَّ وَهَمًا (حساب میں گھٹانا یا غلطی کرنا) وَهَنَ وَهْنًا  
 (کام میں کمزور ہونا) (۱۰) وَهِيَ وَهْيًا وَهِيًا (کپڑے کا پھٹنا، بوسیدہ ہونا) (۱۱) وَرَهَتْ وَرَهًا (عورت کا  
 زیادہ چربی والا ہونا) (۱۲) وَرَقَ وَرَقًا (اطاعت کرنا، سننا) (۱۳) وَنَى وَنًى (تعب کرنا) (۱۴) نَبَسَى  
 نَبْسًا (بولنا)۔ فائدہ: شد العرف میں ایک لفظ وَرَقَ وَرَقًا بھی ملا سمجھیں (سرین پر سہا لیتا)  
 م: ۳۶، گویا کل تینتیس (۳۳) الفاظ ہو گئے۔ نَبَسَ نَبْسًا کو بعض شرح نے حَبَسَ کی جگہ پر متن میں لیا  
 ہے؛ لہذا بحسب کے علاوہ بقول معنیف تیس الفاظ ہوئے۔

مفعول کا محتاج بنادینا، یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج کر دینا، مثلاً: خَرَجَ زَيْدٌ (زید نکلا) فاعل پر بات پوری ہوگئی؛ لیکن اَخْرَجَ نَبِيْلٌ نَبِيْلًا (نبیل نے نبیل کو نکالا) میں ہمزہ افعال کے ذریعے فعل کو فاعل کے علاوہ ایک مفعول کی ضرورت ہوگئی اسی کا نام تعدیہ ہے۔

(الف) مجرد میں لازم ہو تو باب افعال میں متعدی ہو جائے گا، جیسے:  
جَلَسَ حَامِدٌ (حامد بیٹھا) سے اَجْلَسَ حَامِدٌ (حامد کو بیٹھایا) ۱

(ب) مجرد میں متعدی ایک مفعول ہو تو باب افعال میں متعدی بدو مفعول ہو جائے گا، جیسے: اَكَلَ خَالِدٌ تَفْحًا (خالد نے سیب کھایا) سے اَكَلَ خَالِدٌ سَاجِدًا (خالد نے ساجد کو سیب کھلایا) ۲

(ج) متعدی بدو مفعول ہو تو باب افعال میں متعدی بمفعول ہو جائے گا، جیسے: زَانَاهُ عَالِمًا (ہم نے اس کو عالم سمجھا) سے اَرَانَاهُ سَاجِدًا عَالِمًا (ہم نے اس کو بتایا کہ ساجد عالم ہے) ۳

(۲) قصیر: لغت میں: لوٹانا، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو معنی مصدری اور ماخذ سے متصف کر دینا، یعنی معنی مصدری والا کر دینا، مثلاً: اَخْرَجْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو نکالا) زید نکلنے والا ہے یعنی

۱۔ مجرد میں کوئی لفظ لازم و متعدی دونوں ہو تو لازم سے باب افعال بناتے ہیں، جیسے: خَرَجَ سَمِيعٌ لازم اور نصیر سے متعدی ہے تو باب افعال گویا لازم سے ہوگا، اب خَرَجْتُ اور اَخْرَجْتُ کے ایک معنی ہو گئے، میں نے نکلیں کیا؛ البتہ فرق یہ ہے کہ خَرَجْتُ مجرد سے میں نے اس میں غم پیدا کیا اور اَخْرَجْتُ میں نصیر کا خاصہ بھی ہے، ترجمہ ہوگا: میں نے اس کو نکلیں کر دیا۔ اسی سے ہے قرآن میں ”اِنِّیْ لَیَخْرُجُنِّیْ اِنْ تَذٰ هٰؤُلَآءِ بِہٖ“ یوسف: ۱۳، اَخْرَجَ (نکلا) سے اَخْرَجَ نکالا۔ قرآن کریم میں ہے: ”کَمَا اَخْرَجَ اَبُو یٰسَافَ مِنْ الْجَنَّةِ“ الاعراف: ۲۷، ”اِذْ هَبْتُمْ طٰیِبًا لَّکُمْ“ الاحقاف: ۲۰، س ۱ کل اصل میں اءِ کُلِّ تھما، اَمِنْ کی تھلیل ہوئی۔ س ۲ سَمِيعٌ الٰمَسَاذُ دَمًا (استلانے سبق سا) سے اَسْمَعُ التَّلْمِیْذُ الٰمَسَاذُ دَمًا (طالب علم نے استاذ کو سبق سنایا) ۵ عَلِمْتُكَ سَخِیًا (میں نے آپ کو سخی جانا) سے اَعْلَمْتُكَ حَمِیدًا سَخِیًا (میں نے آپ کو بتایا کہ حمید سخی ہے) اس طرح کے بھی صرف دو لفظ ہیں، (رضی، ص: ۳۶، شذذ العرف، ص: ۳۱)۔

اس کو معنی مصدری ”نکلتے“ سے متصف کر دیا گیا۔

أَشْرَكَكَ النُّعْلُ: ماخذ ”شَرَكَكَ“ بمعنی تمسہ ہے۔ (میں نے جوتی شراک دار بنائی)۔

(۳) ضد تعدیہ (لزوم والزام) تعدیہ کے برعکس ثلاثی متعدی کو لازم کر دینا، جیسے: حَمِدَ اللّٰهَ (اس نے اللہ کی تعریف کی) مجرد میں متعدی ہے؛ لیکن أَحْمَدُ (وہ قابل تعریف ہوا) باب افعال میں لازم ہے۔<sup>۲</sup>

۱۔ اقْرَأْتُ النُّوْبَ (میں نے کپڑے کو متش کر دیا) اقْرَأْتُ اصل میں اقْرَأْتُ تھا، یا کی حرکت فون کو دے کر الف سے بدلا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا، ماخذ ”یَرُ“ نقش و نگار کے معنی میں ہے یعنی میں نے کپڑے کو نقش و نگار والا کر دیا، اَلْحَمَّ زَيْدٌ (زید کوشت والا ہوا) اَطْفَلْتُ مَعَاذُ (سعاد بچے والی ہوئی) اَقْبَلْتُ النُّعْلَ۔ فائدہ:- تعدیہ اور تصییر میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے، دونوں پائے جائیں، جیسے: اَخْرَجْتُهُ میں نے اس کو نکالا، صرف تعدیہ ہو، جیسے: بَصُرْتُ (نظر آیا) اَبْصُرْتُ میں نے اس کو دیکھا، تصییر کی صورت میں مطلب ہو گا میں نے اس کو دیکھنے والا بنادیا، جو درست نہیں ہے۔ صرف تصییر جیسے: اَنَارْتُ يَنْبُوتَ سے اقْرَأْتُ النُّوْبَ میں نے کپڑے کو متش کر دیا، اس میں تعدیہ نہیں کیوں کہ مجرد میں اس معنی میں ہے ہی نہیں۔ عربی حضرات متعدی کو لازم کرنے کے لیے لفظ الزام استعمال کرتے ہیں، تسبیح میں ”الزَّام“ اس معنی میں کہیں موجود نہیں اس لیے یہاں ضد تعدیہ نام رکھا گیا ہے۔ خود تحقق صرف علامہ محمد اکبر الہ آبادی نے اصول اکبری میں خاصۃ الزام کو بیان کرنے کے لیے ”وَضَعَهَا۔ نحو: احمد۔“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (مخلوط۔ س، م، ح) ح غَوْضْتُ الشَّيْءَ (میں نے کسی چیز کو ظاہر کیا) قَاغَوْضَ لَهَا وہ ظاہر ہو گیا، غَوْضَ متعدی غَوْضَ لازم مَحْبُتْہ علی وجہ (میں نے اس کو منہ کے بل لوندھا کیا، فَاغْبُتْ (وہ لوندھا ہو گیا، اسی طرح فُشِعَتِ الرِّيحُ السَّحَابَ، ہوائے بادل کو اڑایا فَاغْبُتَ السَّحَابُ (بادل اڑا) (شد العرف، ص: ۴۲)۔

فائدہ: لازم کو متعدی تین بابوں میں کیا جاتا ہے، (۱) ہمزہ افعال کے ذریعے، مثلاً: قَعَدَ (وہ بیٹھا) اَقْعَدَ اس نے بیٹھایا، قَامَ (کھڑا ہوا) اَقَامَ اس نے کھڑا کیا، (۲) عین تفعیل یعنی باب تفعیل میں لے جا کر، جیسے: كَذَّبَ جَهْتٌ بَوْلًا، كَذَّبَ، اس نے جھٹلایا، كَذَّبَ یا كَذَّبَ عَمَّا يَدُلُّ (۳) الف مفاعلت سے، جیسے: اَكَلْتُ اس نے کھایا اَكَلْتُ اس نے کھلایا۔

# چودھواں سبق

## دیگر خاصیات

(۴) تعریض: پیش کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ایسی جگہ لے جانا جہاں اس پر معنی مصدری (ماخذ) واقع ہوتا ہو، خواہ واقع ہو یا نہ ہو، جیسے: اَبْعَثَ الْفَرَسَ (میں گھوڑے کو بیچنے کی جگہ یعنی منڈی بیچنے کے لیے لے گیا) ماخذ ”بیع“ ہے اور بیع کی جگہ منڈی ہے۔

(۵) وجدان: پانا، فاعل کا مفعول کو معنی مصدری کے ساتھ بحیثیت فاعل یا مفعول متصف پانا۔

(الف) اگر معنی مصدری و ماخذ لازم ہے، تو مفعول معنی مصدری کا حقیقت میں فاعل ہوگا، جیسے: اَبْخَلْتُهُ (میں نے اس کو بخل کے ساتھ متصف یعنی بخل پایا) ماخذ ”بخل“ ہے جو لازم ہے یہاں مفعول بخل کرنے والا ہے، اَرَحَبْتُ الْمَكَانَ (میں نے جگہ کو کشادہ پایا)۔  
(ب) اگر معنی مصدری متعدی ہو تو مفعول کو صیغہ اسم مفعول سے تعبیر کیا جائے گا، مثلاً: اَحْمَدْتُہ (میں نے اس کو حمد کے ساتھ متصف یعنی محمود پایا) ماخذ ”حمد“ ہے جو متعدی ہے، اس لیے مفعول تعریف کیا ہوا محمود ہے۔

(۶) سلب: دور کرنا، چھیننا، اصطلاح میں: فاعل کا اپنے یا مفعول سے اصل معنی مصدری و ماخذ کو دور کرنا، یعنی فعل مجرد کے فاعل سے معنی حدی کو زائل کرنا۔

۱۔ اَفْتَلْتُہ میں نے اس کو پیش کیا کہ وہ قتل ہو جائے، یعنی قتل لے گیا، اَسْقَيْتُهُ (میں نے اس کو مشکیزہ پیش کیا) خواہ وہ پیے یا نہیں، اَفْتَرْتُہ میں نے اس کے لیے قبر کھودی۔ اَخْبَا الرَّاۓ الارض (چرواہے نے زمین کو زندہ ہر ابھرا پایا) ماخذ ”حقی“ ہے یعنی زندہ۔ اسی سے ہے مرد بن معدی کرب کا با شمع بن مسعود سے یہ کہنا: ”سَأَلْنَاكُمْ لَمَّا اَبْخَلْنَاكُمْ، وَفَاخَلْنَاكُمْ لَمَّا اَبْخَلْنَاكُمْ، وَهَاجَبْنَاكُمْ لَمَّا اَلْحَمْنَاكُمْ“ (ابن ماجہ: ۹۱/۱ بحوالہ الصرف التعليمی: ۹۱) وَجَدْنَاكُمْ بُخْلًا وَجُبْنًا وَ مَفْعُومًا (شرح شافعی ابن حجب: ۹۱/۱ بحوالہ الصرف التعليمی: ۹۱) فَاكْدُہ: وجدان فاعلیت و مفعولیت سے قطع نظر محض ماخذ پانے کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: اَفْتَرْتُہ (میں نے اس سے خون کا بدلہ لیا) ماخذ ”فاز“ بمعنی خون بہا ہے، اَحْمَدُ میں خاصیت ضد تقدیم بھی ہے، یعنی مجرد میں متعدی اور افعال میں لازم، اس میں خاصیت وجدان بھی ہے لہذا خاصیت وجدان کے وقت یہ متعدی ہوگا۔

(الف) فعل لازم ہو تو اپنی ذات سے زائل کرنا ہوتا ہے، جیسے: اَفْسَطَزَيْدُ (زید نے اپنے نفس سے فُسُوط یعنی ظلم کو دور کیا) ماخذ ”فُسُوط“ بمعنی ظلم ہے، اس کو سلب از فاعل کہتے ہیں۔

(ب) فعل متعدی ہو تو مفعول سے زائل کرنا ہوتا ہے، جیسے: شَكِيْتُ وَأَشْكَيْتُهُ (اس نے شکایت کی تو میں نے اس کی شکایت دور کی) ماخذ ”شَكَايَةُ“ ہے اس کو سلب از مفعول کہتے ہیں۔<sup>۱</sup> حدیث شریف میں ہے: ”شَكُونَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَرُّ الرِّمَضَاءِ، فَلَمْ يَشْكِنَا“ ہم نے سخت گرمی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت دور نہیں کی۔<sup>۲</sup> (۷) اعطاء ماخذ: کسی کو معنی مصدری دینا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ، یا ماخذ سے متصف کرنے کے لیے ماخذ کا محل دینا، یا ماخذ کی اجازت دینا، تین صورتیں ہوتیں:

(الف) فاعل کا مفعول کو ماخذ دینا، جیسے: أَلَحَمْتُ حَمِيداً (میں نے حمید کو گوشت کھلایا) ماخذ ”لحم“ ہے۔<sup>۳</sup>

(ب) فاعل کا مفعول کو ماخذ کا محل، ماخذ سے متصف کرنے کے لیے دینا، جیسے: أَشَوَيْتُ بَشَاراً (میں نے بشار کو گوشت بھوننے کے لیے دیا)۔<sup>۴</sup> ماخذ ”شَوَاءُ“ بمعنی بھوننا ہے، اس کا محل گوشت ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: أَقْطَعْتُهُ قُضْبَاناً (میں نے اس کو شاخ کاٹنے کی اجازت دی) ماخذ ”قطع“ بمعنی کاٹنا ہے۔<sup>۵</sup>

۱. اَلْفَرْخَةُ میں نے اس کو تمکین کیا: یعنی اس کی خوشی سلب کر لی ہمزہ برائے سلب ہے، یہ سلب از مفعول ہے، اَلْقَلْبُ عَيْنُهُ میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کیا ماخذ ”قلبی“ بمعنی تنکا ہے۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۳۰۵/۱۔ ایک حدیث میں ہے: فَلَمَّا أَشْكَيْنَا، أَعْجَمْتُ الْكِتَابَ (میں نے کتاب کی جمعیت دور کی)۔ ج. أَفْخَمْتُ سَاجِداً میں نے ساجد کو چربی دی ماخذ ”شحم“ بمعنی چربی ہے، ج. یعنی ماخذ ”بھوننا“ کا محل گوشت ماخذ سے متصف یعنی بھوننے کے لیے دیا اَفْتَرَضَهُمْ (اس نے ان کو زمین قبرستان کے لیے دی) ماخذ ”قبر“ ہے اس کا محل زمین ہے۔ ج. پہلی دو مثالیں محسوس کی ہیں، جیسے: گوشت کھانا، گوشت بھوننے کے لیے دینا، اس کے برخلاف اجازت دینا، مثلاً چیز ہے اس لیے آخر کی مثال مطلق ہے۔

## تمرین

- (۱) باب افعال کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم چھ بیان کیجیے!
- (۲) تعدیہ و تصحیر کی تعریف مثال اور ان کے مابین نسبت بیان کیجیے!
- (۳) مجرد سے متعدی بیک مفعول کی کوئی مثال دیجیے!
- (۴) تعریف کا مفہوم کیا ہے مثال سے وضاحت مطلوب ہے!
- (۵) فہم الکتاب سے افہم الکتاب کس قسم میں داخل ہے؟
- (۶) آزہنت الدار میں نے رہن کے لیے گھر دیا نسل ریش الحماۃ (اس نے کبوتر کا پرادھیڑا) اور انسل ریشہا اس کا پر اکھڑ گیا، میں کون سی خاصیت ہے؟

## پندرہواں سبق

- (۸) بلوغ: پہنچنا، فاعل کا ماخذِ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا:
- (الف) ماخذِ زمانی میں پہنچنا، جیسے: اَصْبَحَ حامدًا، ماخذ "صُبح" ہے (حاملِ صبح کے وقت کو پہنچا یعنی اس پر صبح ہوئی)۔
- (ب) ماخذِ مکانی میں پہنچنا، جیسے: اَنْجَدَ (وہ مقامِ نجد پہنچا) ماخذ "نجد" ہے۔
- (ج) ماخذِ عددی میں پہنچنا، جیسے: اَعْشَرَ الطُّلَابِ (طلبہ کی تعداد دس کو پہنچ گئی) ماخذ "عَشْرۃ" ہے، اَتَسَعَ (نو ہوا) اَلْفَ (ایک ہزار ہوا)۔
- (۹) صیوروت: اصطلاح میں: فاعل کا مادہ و ماخذ والا ہونا یا مادہ و ماخذ سے متصف چیز والا ہونا، یا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا۔

(الف) فاعل کا اصل مادہ والا ہونا، جیسے: اَلْبَنَتِ النَّاظِقَ، مادہ "لَبَن" بمعنی

شیر کا نام اَجَلٌ وہ پہاڑ پہنچا، ماخذ "جَبَلٌ" بمعنی پہاڑ ہے، اَغْرَقَ ساجدٌ عِراقَ پہنچا، اَمْضَرُ، معر میں داخل ہوا، اَشَامُ، ملک شام میں داخل ہوا، اَنْهَمَ، تہامہ آیا، اَنْهَرَ، بحرین آیا، اَنِمَنَ، یمن آیا، اَحْرَمَ، حرم میں داخل ہوا۔

دودھ ہے (اوشی دودھ والی ہوگی)۔

(ب) فاعل کا مادہ و ماخذ سے متصف چیز والا ہونا، مثلاً: أَجْرَبَ الرَّجُلُ مادہ ”جَرَبَ“ بمعنی خارش ہے (مرد خارش اٹھ والا ہوا)۔

(ج) فاعل کا ماخذ میں کسی چیز والا ہونا جیسے: أَخْرَفَتِ الشَّاةُ مَازِدَ ”خریف“ بمعنی موسم ہے (بکری موسم خریف میں بچے والی ہوئی)۔

(۱۰) لیاقت: لائق ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری و ماخذ کے لائق و مستحق ہونا، مثلاً: أَلَامَ الْفَرْعُ، (قوم کا سردار قابلِ ملامت ہوا)۔ ۲

(۱۱) حینونت: وقت ہونا، اصطلاح میں: فاعل کا ایسے وقت میں داخل ہونا جو مستحق و لائق ہو کہ فعل اس میں واقع ہو، یا فاعل پر ماخذ کا وقت آجانا، مثلاً: أَخْصَدَ الزَّرْعُ (کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی)۔ ۳  
ماخذ ”خَصَاد“ بمعنی کھیتی کاٹنے کا وقت ہے۔

(۱۲) مبالغہ: زیادہ کرنا، فاعل میں اصل مادے و ماخذ کا زیادہ ہونا، خواہ مقدار میں ہو یا کیفیت میں۔

(الف) مبالغہ فی الکَمِّ: انْخَمَرَ النَّخْلُ (درخت خرما میں بہت زیادہ کھجور آئے)

۱ یعنی اس کی پستان میں دودھ بہت زیادہ ہوا، اَلْبَنَ الرَّجُلُ مذکر کی مثال درست نہیں ہے، کیوں کہ اس کے معنی ہیں پستان میں زیادہ دودھ آیا؛ لہذا مذکر کی مثال مناسب نہیں ہے، ہاں یہ ترجمہ کیا جاسکتا ہے کہ: مرد بہت سے ایسے جانور والا ہوا جو زیادہ دودھ دینے والے ہیں، اس صورت میں صیروت کی پہلی قسم نہ ہوگی بلکہ دوسری قسم ہوگی، اس لیے ہونے کی مثال دی گئی ہے، فعلی اکبری میں اَلْبَنَ کی مثال ہے اس سے اَلْبَنَتَ زیادہ مناسب مثال ہے (تولور الموصول، ص: ۹۳) بعض عرب کی نئی کتابوں میں اَلْبَنَ الرَّجُلُ ای صار ذالبن کی مثال مذکور ہے، الصروف التعليمی: ۸۹، صیروت ہی سے قریب تر ہے ”فاعل کا ماخذ سے متصف ہونا“ کی خاصیت، جیسے: أَظْلَمَ اللَّيْلُ (رات تاریک ہو گئی) اَنْخَمَرَ اللَّيْلُ (چاندنی رات ہوئی) اَشْرَقَ النَّهَارُ (ماکھڑا اوائل الشیء)۔ ۴ اَلَامَ اصل میں اَلْوَمُّ تھا واک کی حرکت مائل کو دے کر يُقَالُ کے قاعدے سے الف سے بدلا، اَزَوَّجْتَ هِنْدَ (ہندہ شادی کے لائق ہو گئی)۔ ماخذ ”زواج“ ہے بمعنی شادی اَشْوَى اللَّحْمُ (گوشت بھوننے کے لائق ہو گیا) ۵ اَخَذَ النَّخْلُ کھجور توڑنے کا وقت آگیا ماخذ جِذَدَ بمعنی کھجور توڑنے کا وقت، اَلْقَطَعَ النَّخْلُ پھل توڑنے کا وقت آگیا، ماخذ ”قَطَاع“ ہے اسی طرح اَصْبَحَ زَيْدٌ نَذِيرٌ پُرج ہوگی، اَوَّلَدَتْ جِنَّةٌ قَرِيبَ اَوَّلَاسِي، اَلْجَوْرُ اَفْهَرُ، اَنْخَمَرَ۔



ماخذ ”تَمَر“ بمعنی کھجور ہے۔

(ب) مبالغہ فی الکیف: کیفیت کی زیادتی، جیسے: اَسْفَرَ الصَّبَحُ (صبح بہت زیادہ روشن ہوگئی) ماخذ ”مَسْفَر“ بمعنی روشنی ہے۔

## سولہواں سبق

(۱۳) ابتدا لغت میں: شروع کرنا، اصطلاح میں مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ ثلاثی مجرد میں آیا ہی نہ ہو، آیا ہو تو اس مزید فیہ کے معنی میں نہ ہو، مثلاً: اَزَقَلَ (اس نے جلدی کی) دَقَلَ مجرد سے آتا ہی نہیں اَفْسَمَ (اس نے قسم کھائی) مجرد میں فَسَمَ (اس نے اندازہ لگایا) دوسرے معنی میں ہے۔

(۱۴) موافقت سے ایک دوسرے کے مطابق و موافق ہونا، اصطلاح میں: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں متفق اور اس کے ہم معنی ہونا، باب افعال چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

(الف) ثلاثی مجرد کے، مثلاً: دَجَى اللَّيْلُ وَأَدَجَى اللَّيْلُ، رات تاریک ہوگئی۔

(ب) تفعیل کے، جیسے: اَكْفَرْتُهُ وَكَفَرْتُهُ (میں نے اس کو کفر کی طرف منسوب کیا یعنی کافر کہا) حدیث شریف میں ہے: مَنْ كَفَرَاخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ احَدُهُمَا (جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اس کا وبال ان دو میں سے کسی ایک پر ہوگا)۔

(ج) تفعیل کے، جیسے: اَخْبَيْتُهُ وَتَخَبَيْتُهُ (میں نے اس کو خیمہ بنایا)۔

(د) تفعیل کے، جیسے: اَعْظَمْتُهُ اِسْتَعْظَمْتُهُ (میں نے اس کو بڑا سمجھا)۔

۱۔ اَفْطَرَ الشَّجَرُ (درخت میں پھل زیادہ آئے) ماخذ فطر بمعنی پھل ہے اَشْجَرَ الْمَكَانَ (کسی جگہ درخت زیادہ ہوئے) اَسَدَ (شیر زیادہ ہوئے) اَعَالَ الرَّجُلُ (آدمی کے اہل و عیال زیادہ ہوئے) اَطْبَأَ (ہرن زیادہ ہوئے) اَطْبَأَ (گرہ زیادہ ہوئے) اَلصُّوْفُ التَّعْلِيمِي، ص: ۹۱، اَشْفَقَ وَهُوَ رَا جُرْمًا فِيْهِ (مہربانی کی) دوسرے معنی میں ہے۔ ۲۔ تَعَوَّلَ (جرجانی موافقت کی دو قسمیں ہیں: دونوں بابوں کے معنی میں مکمل موافقت ہو، جیسے: فَلَنَّهُ وَاقْلَنَّهُ میں نے پیچ توڑ دی اور فتح کر دی) (۲) بعض معنی میں موافقت: جیسے: صَحَا السَّحْرَانِ (مدہوش کا نشہ اتر گیا) اَصْحَبَتِ السَّمَاءُ آسَمَانَ بے غبار ہو گیا، پہلے میں صفائی اور انکشاف کم ہے، مقابلے دوسرے کے۔ ۳۔ خَوَّلَ کسی بھی باب سے ہو (تولوار، ص: ۹۵) ۴۔ رَشَحَ الْإِنَاءَ وَأَرَشَحَ بَرْتَنَ بَكَ، سَرَى وَأَسْرَى (رات میں چلا) اسی سے قرآن میں ہے ”سُبْحَنَ الَّذِي أَسْرَى“ اسراء، ۱۔ سَبَّحَ ابُو عَوْنَةَ ج: ۱۲، ۱۲، بحوالہ موسوعة اطراف الحديث ابوالیوز محمد سعید ابن مسعودی، بزرگلول۔

(۱۵) مُطَاوَعَت: لغت میں: انقیاد، بات ماننا، اثر قبول کرنا، اصطلاح میں: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کا ذکر کرنا، خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعل اول کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے یا نہیں ہے۔  
دوسرا فعل مجہول بھی لازم ہوتا ہے، جیسے: كَسَرْتُ الْإِنَاءَ فَأَنْكَسَرَ (میں نے برتن توڑا تو برتن ٹوٹ گیا)۔

دوسرا فعل مجہول بھی متعدی ہوتا ہے، جیسے: عَلِمْتُ مَا جَدَّ الْفَقْهَ فَتَعَلَّمَهُ (میں نے ماجد کو فقہ کی تعلیم دی تو اس نے فقہ سیکھ لیا)۔

باب افعال دو بابوں کی مطاوعت کرتا ہے:

(۱) مجرد کی جیسے: كَبَيْتُهُ فَأَتَّكَبْتُ میں نے اس کو اوندھا کیا تو اوندھا ہو گیا۔

(۲) باب تفعیل کی مطاوعت، جیسے: بَشَّرْتُهُ فَأَبَشَّرَ میں نے اس کو خوش خبری دی تو وہ خوش ہو گیا۔ فائدہ: تمکین (قدرت دینا) اور اعانت کے لیے بھی آتا ہے، جیسے: أَحْلَبْتُ زَيْدًا (میں نے دودھ دوہنے میں زید کی مدد کی)۔

## تمرین

(۱) أَوْلَدْتُ: بچہ جننے کا وقت قریب ہوا اس میں کوئی خاصیت ہے؟

(۲) مَبَالِغَةُ کی تعریف؟ أَلْعَمُ النَّخْلُ میں کوئی خاصیت ہے؟

۱۔ فائدہ:۔۔۔ دو مفعول ہوں تو مفعول اول اثر قبول کرے گا، جیسے: عَلِمْتُ الْفَقْهَ فَتَعَلَّمْتُ میں نے اس کو فقہ کی تعلیم دی تو اس نے فقہ سیکھ لیا، بقول ابویان حقیقاً مطاوعت ایسی چیزوں میں ہوتی ہے، جہاں فعل کا محاسن ظاہر سے اور اک کیا جاسکے، جیسے: حَضَرْتُهُ فَأَنْصَرَفَ (میں نے اس کو لوٹا یا تو وہ لوٹ گیا؛ لہذا غَوَّ فَقَهَ فَتَعَرَّفَ کہنا صحیح نہ ہوگا۔ فائدہ: پہلے لفظ کو مطاوع بالکسر (اثر ڈالنے والا) دوسرے کو مطاوع بالفتح (اثر قبول کرنے والا) کہتے ہیں مطاوع مجہول مخالف لفظ سے آتا ہے، جیسے: حَضَرْتُهُ فَجَبَرْتُ لَهَا هَبَّ میں نے اس کو مدھکا تو وہ چلا گیا، مجہول دونوں ایک ہی باب سے ہوتے ہیں، مثلاً: جَبَرْتُهُ فَجَبَرْتُ اس نے ٹوٹی ہڈی درست کی تو ہڈی درست ہو گئی۔ مجرد کی مطاوعت کے لیے باب افعال کا آنا نہایت ضعیف ہے، (اور اکتب تو مطاوعت کے لیے آتا ہی نہیں تفصیل کے لیے نوادر، ص: ۹۷، اور نثری دیکھیے)۔

- (۳) اقطع وألَمَرَ کے معنی بتائیے !  
 (۴) حینونت کی تعریف کیجیے !  
 (۵) باب افعال کتنے بابوں کے موافق ہوتا ہے؟  
 تفعیل کے موافق ہونے کی مثال کیا ہے؟  
 (۶) مطاوعت کی تعریف مع مثال بیان کیجیے !  
 (۷) أَخْرَجْتُ زَيْدًا میں کون کونسی خاصیت ہے؟  
 (۸) أَقْلَنْتُهُ کا باعتبار تعریض کیا ترجمہ ہوگا؟  
 (۹) اعطاء ماخذ کی قسمیں مع مثال مطلوب ہیں !  
 (۱۰) أَخْفَرْتُ زَيْدًا نہراً (میں نے زید سے نہر کھدوائی)  
 اور أَطْفَلْتُ سُلَمًی (سُلَمی بچے والی ہوگئی) میں کیا خاصیت ہے؟  
 أَلَمَرَ الشَّجَرُ وَرَخْتَ پھل دار ہو گیا) أَزْهَرَ الرُّوْضُ (چمن پھول دار ہو گیا) أَفْطَحْتَ  
 الْأَرْضَ (زمین قطارندہ ہوئی) أَفْلَسَ - أَوْرَقَ (پتے دار ہوا) میں کیا خاصیتیں ہیں؟

## ستر ہواں سبق

### خاصیت باب تفعیل

اس باب کی تیرہ خاصیتیں ہیں:

- (۱) تعدیہ (۲) تصصیر (۳) سلب ماخذ (۴) صیوروت (۵) بلوغ  
 (۶) مبالغہ یا تکثیر (۷) نسبت بماخذ و تسمیہ (۸) الباس ماخذ  
 (۹) تخلیط و تطلیہ (۱۰) تحویل (۱۱) قصر (۱۲) موافقت (۱۳) ابتداء۔  
 (۱) تعدیہ (۲) تصصیر (تعریف ص ۱۲، پر گزر چکی ہے) یعنی مجرول لازم کو  
 عمل تفعیل کے ذریعہ متعدی کرنا، اور متعدی کو مزید متعدی بنانا۔  
 (الف) لازم سے متعدی، جیسے: نَزَلَ الْكِتَابُ (کتاب اتری) سے نَزَلَ  
 اللَّهُ الْكِتَابَ (اللہ نے کتاب اتاری)۔

(ب) متعدی بیک مفعول سے متعدی بد و مفعول یا  
جیسے: ذِکْرَہ (اس نے اس کو یاد کیا) ذِکْرَتْ مَاجِدًا قِصَّتَہ (میں نے  
ماجد کو اس کی کہانی یاد دلائی)۔

(۲) تصصیر: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا بنانا، جیسے: نَزَلْتُ الْکِتَابَ (میں  
نے کتاب اتاری) تو کتاب اترنے والی ہو گئی۔

وَقَرَّتِ الْقَوْمَ، ماخذ ”وَقَر“ بمعنی زترہ ہے (میں نے کمان زرہ دار بنائی)۔

(۳) سلب: دور کرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول سے ماخذ دور کرنا،  
جیسے: قَلَبْتُ عَيْنَہ (اس کی آنکھ میں تنکا پڑ گیا) سے قَلَبْتُ عَيْنَہ ماخذ ”قَلَبْتُ“  
بمعنی تنکا ہے (میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کیا)۔

مَرَضَتْہ (میں نے اس کی بیماری دور کی) ماخذ مرض بمعنی بیماری ہے اسی سے  
ہے مُمَرِّضَةٌ (نرس، تیماردار)۔

(۴) صیوروت: فاعل کا ماخذ والا ہونا، جیسے: نَوَّرَ الشَّجَرُ ماخذ ”نَوَّرَ“  
بمعنی کلی ہے (درخت کلی اور شگوفہ دار ہو گیا)۔

۱۔ متعدی بد و مفعول سے متعدی یہ مفعول اس باب سے نہیں آتا (تو اور، ص: ۹۸) ۲۔ یہاں بھی  
بعض لفظوں میں تعدیہ و تصصیر دونوں پائے جاتے ہیں، جیسے نَزَلْتُ الْکِتَابَ (ب) صرف تعدیہ ہو جیسے:  
لَسَفْتَہ (میں نے اس کو قاسق کہا) اس میں تصصیر نہیں ہے؛ کیونکہ تصصیر کی صورت میں مطلب ہوگا  
کہ: میں نے اس کو قسق والا کر دیا، یعنی قاسق بنایا جھلکا ہوگا، اس میں خاصہ نسبت بماخذ بھی ہے غَلَّلَ  
وَعَلَّلَ (اس نے سیدھا کیا) لکھنا اس نے اس کو گناہ کی طرف منسوب کیا ”إِلَہْم“ ماخذ بمعنی گناہ ہے، صرف  
تصصیر ہو، جیسے: لَحَمَى الْقَدْرَاسَ نے دیکھی کو سالہ والی بنادیا، اس میں تعدیہ نہیں، کیوں کہ غلائی مجرد  
میں یہ باب ہے یعنی نہیں ہے ضَوْءُ الْأَضْوَاءِ (اس نے لائٹ روشن کر دی) سَبَّخْنَ الَّذِي كَتَبَ الْكُوفَةَ  
(پاک ہے وہ ذات جس نے کو کوفہ کو کوفہ بنایا) وَبَصَّرَ الْبَصْرَةَ (بصرہ کو بصرہ بنایا) ۳۔ سلب میں بھی تو ماخذ  
مفعول کا جزو ہوتا ہے جیسے: فُشِّرَتْ النَّمْرُ میں نے پھل چھلا، اس مثال میں ماخذ ”چھلکا“ مفعول یعنی نمر کا جز  
ہے، پہلی مثال میں قَذَى (تنکا) مفعول یعنی صحن کا جز نہیں، جَزَتْہ الْبَعِيرُ (میں نے اونٹ سے چمڑی دور کی)  
ماخذ ”جَزَتْہ“ بمعنی چمڑی ہے۔ جَلَذْتُ الْبَعِيرَ (میں نے اونٹ کی کھال اتاری)۔ ۴۔ فُشِّرَتْ النَّمْرُ (میں  
نے پھل چھلا) ماخذ ”فُشِّرَ“ بمعنی چھلکا ہے۔

(۵) بلوغ: فاعل کلامذِ زمانی یا مکانی میں پہنچنا (الف) صَبَحَ ماخذ ”صبح“  
 ہے (صبح کے وقت کو پہنچا) (ب) خَيَّمَ ماخذ ”خیمہ“ ہے (وہ خیمہ میں پہنچا)۔  
 (۶) مبالغہ: اس کو تکثیر بھی کہتے ہیں، کسی چیز کا کسی چیز میں بکثرت پایا جانا، یہ  
 خاصہ اس باب میں بکثرت پایا جاتا ہے اس کی تین صورتیں ہیں:

(الف) اصل فعل میں زیادتی، جیسے مَصْرَحَ (خوب خوب واضح ہوا، یاد واضح کیا)۔  
 (ب) مبالغہ در فاعل، جیسے: مَوْتِ الْإِبْلِ (بہت زیادہ اونٹ مرے)۔  
 ماخذ ”موت“ ہے، فاعل اِبْل ہے گویا فاعل بکثرت پایا گیا۔  
 (ج) مبالغہ در مفعول، جیسے: قَطَعْتُ الثِّيَابَ ماخذ ”قطع“ ہے (میں نے  
 بہت سارے کپڑے کاٹے) یہاں مبالغہ ثياب یعنی مفعول میں ہے۔  
 (د) نسبت بماخذ: اس کا دوسرا نام تسمیہ ہے، منسوب کرنا، فاعل کا  
 مفعول کی طرف ماخذ و معنی مصدری منسوب کرنا، مثلاً: فَسَقْتُہ (میں نے اس کو فاسق کہا)  
 ماخذ ”فَسَقُ“ بمعنی معصیت کرنا ہے حدیث میں ہے: مَنْ كَفَرَ أَخَاهُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُ هُمَا

## تشرین

(۱) مبالغہ کی تینوں قسموں کو مثال سے واضح کیجیے  
 (۲) سلب کی کتنی قسمیں ہیں؟

۱۔ عَمَقَ ماخذ ”عمق“ ہے (وہ گہرائی میں پہنچا) مَسَى (دو شام آیا) ج بھی اس باب کی اصل ہے، جَوَلَّ  
 (بہت زیادہ گھوما) حَمَلَهُ (بہت زیادہ قائل تعریف ہوا) اسی سے ”محمد“ نے طَوَّفَ، مبالغہ نفس فعل میں ہے،  
 عَلَا (اس نے بہت زیادہ معذرت کی)۔ جَلَّوْا الثَّيْبَ (جانات بکثرت ہوئے)۔ ج عَلَّقَ الْاَبْوَابَ  
 (اس نے بہت سے دروازے بند کیے) رَضَضَ الشَّيْءَ (اس نے بہت زیادہ کاٹا) مبالغہ فاعل و مفعول  
 میں ہو گا تو یہی طور نفس فعل میں بھی مبالغہ ہو گا، جیسے بہت سے اونٹ مرے تو موت بھی بکثرت واقع  
 ہوئی، برخلاف نفس فعل میں مبالغہ ہو تو اس وقت فاعل و مفعول میں مبالغہ نہیں ہوتا ہے، جیسے: عَلَا  
 الطَّمِيذُ (طالب علم نے بہت زیادہ معذرت کی) تو معذرت میں مبالغہ ہے فاعل میں نہیں۔ اسی سے قرآن  
 میں ہے: فَجَرْنَا الارضَ عِوَانًا، قمر: ۱۲۔ ۵۔ سَمَدُ الْاَوْحَانِ: ۲۲۔ بحوالہ موسومہ، ۵۲۹، ۵۲۸، ۵۲۷  
 (میں نے اس کی طرف گناہ منسوب کیا) یعنی گناہ گار کہا) مَحْفُوزَہ (میں نے اس کو کافر کہا) کہا جاتا ہے:  
 لَا تَكْفُرُوا اَهْلَ قِلْبِكُمْ اَلَّ قَبْلَہُ کَوَافِرَتِہُ (تو اور، ص: ۹۹)۔

(۳) باب تفعیل کی کم از کم پانچ خاصیتیں بیان کیجیے!

(۴) خَیْمَہ کا ترجمہ کیجیے اور بتائیے کہ اس میں کیا خاصیت ہے؟

(۵) باب تفعیل کی خاصیت تصویر کی وضاحت مطلوب ہے!

(۶) مبالغہ در مفعول کی مثال دیجیے!

## اٹھارھواں سبق

(۸) الباسِ ماخذ: ناخذ پہناتا، فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ پہناتا: جَلَلْتُ  
الْفَرْسَ (میں نے گھوڑے کو جھوا! پہنائی) ماخذ ”جَلَّ“ بمعنی جھول ہے۔

(۹) تخلیط کو تظلیہ بھی کہتے ہیں ”ملانا“ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو  
مادہ و ماخذ سے ملع کرنا، لپینا (پانی چڑھانا)، مثلاً: ذَهَبْتُ السَّيْفِ میں نے تلوار کو (سوئے  
کا پانی چڑھا کر)؛ اِيتَانِيَا، ماخذ ”ذَهَبَ“ بمعنی سونا ہے۔  
فائدہ: اس معنی میں فعل جو ادنیٰ سے بنایا جاتا ہے۔

(۱۰) تحوّل: بالخت میں: پھیرنا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مادہ و ماخذ  
کی طرف پھیرنا یا اس جیسا کر دینا۔

(الف) مفعول کو اصل ماخذ کر دینا، جیسے: نَصَرْتُ مَا جَدًّا (میں نے ماجد کو  
نصرانی بنادیا) ماخذ ”نَصَرَ“ ہے۔

(ب) ماخذ کی طرز کر دینا، جیسے: خَيَّمْتُ الرِّدَاءَ (میں نے چادر تان کر خیمہ کی

۱۔ یہ خاصیت الباس سے قریب تر ہے۔ ۲۔ اس میں خاصیت تصویر بھی ہے، حدیث شریف  
میں ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ  
فَأَبَوَاهُ يُهَرِّقَانِهِ أَوْ يَنْصَرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ، رقم الحدیث: ۱۳۶۹، بخاری ج: ۴، ص: ۱۸۵) ایک  
جگہ ہے: حَتَّى تَكُونُوا أَنْتُمْ تُجَدُّ عَنْ نَهْا رَقْم الحدیث: ۶۳۴۷، بخاری ص: ۶۶۱/۲، ان الفعل میں  
خاصیت تحوّل ہے تُجَدُّ عَنْ نَهْا: (تم اس کو نک کٹا بنا دیتے ہو)۔

طرح بنایا) ماخذ ”خیمہ“ ہے۔

(۱۱) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: قَرَأَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، سے هَلَّلَ فعل مشتق کر لیا گیا (اس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھا)۔ قصر عام طور پر اسی باب تفعیل سے ہوتا ہے، جیسے: سَبَّحَ: (سبحان اللہ کہا) حَمْدُ: (الحمد للہ کہا)۔ (۱۲) موافقت: باب تفعیل کا فَعَلَ (ثلاثی مجرد) اَفْعَلَ (باب افعال) اور تَفَعَّلَ کے کسی معنی میں کبھی موافق ہونا۔

(الف) ثلاثی مجرد کی موافقت، جیسے: تَمَرَّهْ وَتَمَرَّهْ (میں نے اس کو کھجور دی)۔<sup>۱</sup>  
(ب) باب افعال کی موافقت، جیسے: اَمْهَلْتُ ما جَدًا یعنی مَهَلْتُہ (میں نے ماجد کو مہلت دی) تَمَرَّوْا وَاتَمَرَّوْا (کھجور خشک ہو گئی)۔<sup>۲</sup>  
(ج) تفعیل کی موافقت، جیسے: تَرَّسَ وَتَتَرَّسَ (ڈھال سے اپنی حفاظت کی)۔<sup>۳</sup>

(۱۳) ابتدا: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ مجرد میں آیا ہی نہ ہو، آیا ہو تو اس معنی میں نہ ہو۔  
(الف) مجرد میں آیا ہی نہ ہو، جیسے: لَقَّبْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو لقب دیا) مجرد میں آیا ہی نہیں ہے۔

۱۔ اسی کو خاصیت دعا سے بھی تعبیر کرتے ہیں، مثلاً: خَيَّأَ يُخَيِّئُ اس نے خَيَّأَكَ اللہ کہا، (اللہ تمہیں زندہ کر دے) مَثَّقَا اس نے مَثَّقَاكَ اللہ کہا (اللہ تمہیں سیراب کرے) خَبَّرَ، مَخْلَلٌ، آمَنَ ۲۔ اس میں اعطاء ماخذ بھی ہے صَرَفَ وَصَرَّفَ اس نے پھیرا عَجَلَ وَعَجَّلَ اس نے جلدی کی نَشَفَ وَنَشَفَ صاف کیا۔ ۳۔ اس میں خاصیت حیونیت بھی ہے، فَكَّرَ وَافْكَرَ اس نے سوچا قَطَّقَ الْفَرَّانِدَ میں ہشام عری فرماتے ہیں کہ: افعال تفعیل کے معنی میں میری نگاہ میں صرف دو جگہ استعمال ہے، فَمَهَّلَ الْكَافِرِينَ اَيَّ اَمْهَلَهُمْ لَامِنْ لَا يُحْكَرَمْ لَا يُحْكَرَمْ (مولد امیدانی ج: ۲۲ ص ۱۳۳) کو الہ موسوعہ ضرب الامثال از دکتور امیل بدیع یعقوب ج: ۵، ص: ۵۶۷۔ فراہ فرماتے ہیں کہ: قَرَّبْتُ الْكِتَابَ اَيَّ اقْرَبْتُهُ مِشْنِی نے خط پر پٹی ڈالی بھی ہے اس میں خاصیت تخلید بھی ہے۔ ۴۔ اس میں خاصیت تفعیل بھی ہے۔

(ب) اس معنی میں نہ ہو، جیسے: جَوْنْتہ میں نے اس کو آزمایا، جَوْب مجروح میں خارش والا ہوا، دوسرے معنی میں ہے۔

اس باب کی مندرجہ ذیل تین خاصیتیں بھی ہیں

(۱۴) تَشْبِہ بماخذ: ماخذ کے مثل ہونا فاعل کا ماخذ و مادہ کے مثل ہونا، جیسے:

قَوْمٌ مَسْعُودٌ (مسعود جھکاؤ میں کمان کی طرح ہو گیا)۔

(۱۵) تَوَجَّهَ إِلَى الشَّيْءِ: فاعل کا ماخذ کی طرف متوجہ ہونا، جیسے: شَرَفْتُ

أَوْعْرَ بَنْتٍ (میں مشرق یا مغرب کی طرف متوجہ ہوا) كَوُفٌ (کوفہ کی طرف متوجہ ہوا) فَوَزٌ (مغازہ یعنی جنگل کی طرف چلا) غَوَزٌ (غور کی طرف چلا)۔

(۱۶) تَقَبَّلَ الشَّيْءِ: فاعل کا ماخذ کو قبول کرنا، جیسے: شَفَعْتُ أَبَا سَعِيدٍ

(میں نے ابوسعید کی سفارش قبول کی)۔

## تمرین

(۱) تحویل کی تعریف کیجیے! هُوَ دِيْهُوْ ذ میں تحویل کس طرح ہے؟

(۲) کَبُر میں کوئی خاصیت ہے؟

(۳) تَخْلِيْط و تَطْلِيْہ کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!

(۴) فَسَّقَتْہٗ ، جَلَّلَتْہَا اور لَا تُكْفِرُ اَهْلَ الْقِبْلَةِ کا ترجمہ کیجیے!

(۵) صَبَّحَ اس نے صَبَّحَكَ اللہ بنخیر کہا، میں کیا خاصیت ہے؟

(۶) جَدَّعَ اللہ لَكَ خَدَاتِجَہ کو میب دار کرے میں کیا خاصیت ہے؟

(۷) باب تَقَعَّلَ كُن ابواب کے ہم معنی ہوتا ہے؟

(۸) ابتداء کی تعریف اور قسمیں بیان کیجیے!

(۹) شَرَقَتْ اور ”تَرَس“ کا ترجمہ کیجیے!

۱۔ حَبْرُ الطِّينِ ٹوس پن میں مٹی پتھر کی طرح ہو گئی (شذ العرف، ص: ۴۳) ۲۔ تینوں مثالیں شیخ حملاوی مصری

نے شذ العرف میں بیان کی ہیں، ص: ۴۳۔



# انیسواں سبق

## خاصیت باب تفعّل

اس باب کی گیارہ خاصیتیں ہیں جو یہ ہیں:

- (۱) مطاوعت فَعَّل (۲) تکلف (۳) تعجب (۴) لبسِ ماخذ
- (۵) تعمّل (۶) اتخاذ (۷) تدریج (۸) تحول (۹) صیروت
- (۱۰) موافقت (۱۱) ابتداء۔

(۱) مطاوعت: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو ذکر کرنا خواہ لازم ہو یا متعدی جو بتائے کہ فعل اول کے مفعول بہ نے فاعل کا اثر قبول کر لیا ہے یا نہیں، باب تفعّل کے باب تفعیل کی مطاوعت کے لیے آنے کی خاصیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

- (الف) فاعل کا اثر مفعول سے کبھی جدا نہ ہو سکے، مثلاً: قَطَّعْتُ الرِّدَاءَ فَتَقَطَّعَ (میں نے چادر کو پارہ پارہ کیا تو وہ پارہ پارہ ہو گئی)۔
- (ب) مفعول سے اثر جدا ہو سکتا ہو، مثلاً: أَذْبَنْتُ ثَوْبَانِ فَتَأَذَّبَ (میں نے ثوبان کو ادب دیا تو وہ با ادب ہو گیا) مفعول ثوبان سے فاعل کا اثر یعنی ادب جدا ہو سکتا ہے۔
- (۲) تکلف: لغت میں: دکھلاوے کے طور پر کرنا، بناوٹ، اصطلاح میں: فاعل کا خود کو ماخذ و مادہ کی طرف منسوب ہونے کو، ظاہر کرنا اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا۔

۱۔ مفعول رداء (چادر) سے کٹوے کٹوے ہونے کا اثر ختم نہیں ہو سکتا۔ ۲۔ حَوَّلْتُهُ فَتَحَوَّلَ میں نے اس کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیرا تو وہ پھر گیا، تَبَيَّنَتْ فَتَبَيَّنَ میں نے اس کو ہوشیار کیا تو ہوشیار ہو گیا۔ ۳۔ فَاكْتَدَه: تکلف میں بالفعل فاعل میں ماخذ کا حصول نہیں ہو تا بلکہ محض ظاہر کیا جاتا ہے، خواہ اس کا حصول ممکن ہو، جیسے تَشَجَّعَ (اس نے بہادری ظاہر کی) یا حصول ممکن نہ ہو جیسے تَحَكُّفٌ وہ تکلف کو فی ہا۔

(الف) ماخذ کی طرف منسوب ہونے میں بناوٹ کرنا جیسے: تَحْوُفٌ (خوف) کو کوئی بتایا یا کو فیوں جیسی شکل و صورت بنائی (ماخذ "کوفہ" ہے۔

(ب) ماخذ حاصل کرنے میں کوشش کرنا، جیسے: تَصَبَّرَ اس نے تکلف صبر کیا۔

(۳) تَعَجَّب: احتراز کرنا، بچنا، فاعل کا ماخذ و مادہ سے پرہیز کرنا اور باز رہنا، جیسے: تَحْوَبٌ ماخذ "حُوب" بمعنی گناہ ہے (اس نے گناہ سے احتراز کیا)۔

(۴) لَبِسَ ماخذ: فاعل کا مادہ و ماخذ پہننا، مثلاً: تَخْتَمُ ماخذ "خَاتَمٌ" بمعنی انگوٹھی ہے (اس نے انگوٹھی پہنی)۔

(۵) تَعَمَلُ: فاعل کا مادہ و ماخذ کو اس کام میں ملانا جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے، اس کی تین صورتیں ہیں: (الف) ماخذ فاعل سے اس طرح مل جائے کہ، پیوست ہو جائے جدا نہ ہو سکے، مثلاً: تَدَهَّنُ (اس نے بدن پر تیل ملا) ماخذ "دُهْنٌ" بمعنی تیل ہے۔

(ب) ماخذ فاعل سے بالکل متصل نہ ہو یعنی پیوست نہ ہو بلکہ قریب ہو، مثلاً: تَقَرَّسَ لِبِيلٍ (نبیل نے ڈھال سے اپنے آپ کو بچایا) ماخذ "تَرَسٌ" بمعنی ڈھال ہے۔  
(ج) ماخذ فاعل سے بالکل متصل اور ملا ہوا ہو لیکن سرایت کیے ہوئے نہ ہو، جیسے: تَخْتَمُ (اس نے انگوٹھی پہنی)۔

۱۔ صاحبِ فصول اکبری نے اس کے بجائے تَجَوُّغ کی مثال پیش کی ہے، یعنی خود کو بھوکا رکھا، یہ تکلف کی مثال میں زیادہ مناسب نہیں، کیوں کہ تکلف میں بالفعل حصولِ ماخذ نہیں ہوتا؛ بلکہ محض ظاہر داری ہوتی ہے لیکن یہاں یہ ممکن ہے کہ واقعی وہ بھوکا ہو: البتہ حکمِ سیری کے باوجود اپنے کو بھوکا ظاہر کرے تو یہ مثال درست ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحبِ فصول اکبری نے شرحِ اصول اکبری میں اس مثال سے گریز کیا ہے، (تولود: م، ۱۰۰، مخطوط اصول اکبری، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰

# بیسواں سبق

## بقیہ خاصیات:

(۶) اتخاذ ماخذ: لغت میں: بنانا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا ماخذ میں لینا، گویا چار صورتیں ہیں:

(الف) فاعل کا اصل ماخذ و مادہ بنانا، مثلاً: تَخَيُّتُ<sup>۱</sup> (میں نے خیمہ بنایا) ماخذ ”خِباء“ بمعنی خیمہ ہے۔

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، مثلاً: تَحَوَّزْتُ<sup>۲</sup> حَمِيدٌ مِنَ الْمُعْصِيَةِ (حمید نے گناہ سے پناہ لی) ماخذ ”حِرْزٌ“ بمعنی ”پناہ“ ہے۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ بنانا، جیسے: تَوَسَّدَ رَشِيدٌ الْحَجَرَ (رشید نے پتھر کو تکیہ بنایا) ماخذ ”وَسَادَةٌ“ بمعنی تکیہ<sup>۳</sup> ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ”لَا تَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ“ (قرآن کو تکیہ مت بناؤ) <sup>۴</sup>

۱۔ فاعل حکم نے ماخذ خیمہ بنایا، فائدہ: فصول اکبری کے مشہور شارح علامہ محمد رحمہ اللہ، صاحب نوادر الوصول نے صاحب فصول اکبری کی چند تسامحات کی نشاندہی کی ہے، ان میں سے یہ مقام بھی ہے کہ انھوں نے پہلی قسم فاعل کا ماخذ ”بنانا“ کی مثال تَبَوُّتٌ دی ہے ماخذ باب بمعنی دروازہ ہے، یعنی فاعل نے دروازہ بنایا؛ لیکن کتب لغت سے اس کی تائید نہیں ہوتی، بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے ”اس نے دربان بنایا“ ماخذ ”بَوَّابٌ“ ہے بمعنی ”دربان“ اس وقت اعتماد کی تیسری قسم فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا کی مثال ہو گی نہ کہ پہلی قسم کی۔ تَذَيُّرُ الْمَكَانِ (میں نے کسی جگہ کو گھر بنایا) یہ فصول اکبری میں اس کی مثال ”تَجَنَّبْتُ“ دی گئی ہے (اس نے کنارہ کشی اور گوشہ اختیار کیا) ماخذ ”جَنَّبْتُ“ بمعنی ”گوشہ“ ہے یہ ترجمہ بھی کتب لغت کے مخالف ہے، صحیح ترجمہ ہے، وہ دروہوا! یہی وجہ ہے کہ متا فصول اکبری نے شرح اصول اکبری میں اس مثال سے احتراز کیا ہے اس لیے یہاں تَحَوَّزْتُ کی مثال دی گئی ہے تفصیل کے لیے دیکھیے۔ نوادر، ص ۱۰۲۔ سِجِّ تَبَيُّتٌ سَلِيمًا میں نے سلیم کو لے پا لک بنایا (منہ بولا) ماخذ ”ابن“ ہے۔ سِجِّ غَنَ أَبِي عُيَيْدَةَ الْمَلِكِي صَاحِبِ النَّبِيِّ ﷺ لَا تَوَسَّدُوا الْقُرْآنَ۔ التاريخ الكبير للبخاري، جلد ثالث ۲، ص ۸۳، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۴، ص ۲۵۱۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں پکڑنا یا لینا، جیسے: تَابَطَ الشَّرَّ مَاخِذًا بِطَبْعِهِ  
(بغل ہے، اس نے شر کو بغل میں لیا)۔  
(۷) تدریج: ٹھہر ٹھہر کر کرنا، فاعل کا مفعول کو رفتہ رفتہ بار بار کرنا، اس کی  
دو قسمیں ہیں:

(الف) ایک دفع اس کا حصول ممکن ہو، جیسے: تَجَرَّعَ الْمَاءَ (اس نے  
گھونٹ گھونٹ پانی پیا) (ایک مرتبہ بھی پیا جاسکتا ہے)۔  
(ب) ایک ہی دفعہ ممکن نہ ہو، مثلاً: تَحَقَّقَ الْقُرْآنَ (اس نے قرآن تھوڑا  
تھوڑا یاد کیا) یہاں عادتہ بیک دفعہ حصول ممکن نہیں۔

(۸) تَحَوَّلٌ: لغت میں: پھرنا، اصطلاح میں: فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ  
ہو جانا، مثلاً: تَنَصَّرَ مَاجِدٌ (ماجد نصرانی ہو گیا) ماخذ ”نصرانی“ ہے۔  
(ب) مثل ماخذ، تَبَخَّرَ كَرِيمٌ (کریم علم و سخاوت میں سمندر کی طرح ہو گیا)۔  
صیوروت: لغت میں: ہونا، فاعل کا ماخذ و اصل فعل والا ہونا، مثلاً: تَمَوَّلَ  
ماخذ ”مال“ ہے (وہ مال دار ہو گیا)۔

(۱۰) موافقت: موافق و مطابق ہونا، کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی  
معنی میں کبھی متفق ہونا، باب تفعیل عموماً چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

۱۔ فاعل نے مفعول کو ماخذ یعنی بغل میں لیا، لقب ہے ثابت بن جبرک: جنہوں نے سارے لکڑیوں کو دری  
کے طور پر باندھ کر لایا تھا۔ تَفَهَّمَ الْمَسْئَلَةَ: اس نے مسئلہ آہستہ آہستہ سمجھا، تَعَلَّمَ الصَّرْفَ اس نے علم  
صرف رفتہ رفتہ سیکھا۔ ۲۔ تَجَدَّعَ الْحَيَوَانُ (جانور کان کٹا ہو گیا) ماخذ ”جذع“ ہے تَهَوَّدَ (وہ یہودی ہو گیا)  
تَنَجَّسَ (وہ نجس یعنی آتش پرست ہو گیا) تَوَسَّعَ مَسْجِدُ (مسجد بابرکت ہو گیا)۔ ۳۔ یعنی فاعل ماخذ سمندر  
کی طرح ہوا۔ تَقَوَّضَ (دکان کی طرح ہوا) ۴۔ تحوّل و صیوروت بظاہر ایک لگتے ہیں؛ البتہ دونوں میں  
فرق ہے، تحوّل میں فاعل نفس ماخذ ہو جاتا ہے، جیسے: تَنَصَّرَ نَبِيلٌ (نبیل نصرانی ہو گیا) ماخذ ”نصرانی“  
ہے یہاں فاعل نفس ماخذ ہو گیا ہے؛ اس کے برخلاف صیوروت میں فاعل ماخذ یا مثل ماخذ نہیں ہوتا؛ بلکہ ماخذ  
والا ہوتا ہے، جیسے: تَمَوَّلَ دُحَّالٌ دَارٌ (دھوکا دہی دار ہو گیا)۔ ۵۔ تَوَجَّلَ (پیارہ پا ہوا)۔

(۲) أَفْعَلَ یعنی باب افعال کی موافقت، جیسے: تَهَجَّدَ أَهْجَدَ کے معنی میں

(۳) فَعَلَ: یعنی باب تفعیل کی موافقت، جیسے: گُذِبَہ (اس نے اس کی

طرف کذب کی نسبت کی) یہ

(۴) اِسْتَفْعَلَ یعنی باب استفعال کا ہم معنی، جیسے: تَخَوَّجَ اِسْتَخَوَّجَ کے

معنی میں ہے (اس نے ضرورت طلب کی) حدیث شریف میں ہے مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ فَلَيْسَ مِنَّا اَي لَمْ يَسْتَعِنْ وَلَمْ يَطْلُبْ بِهِ الْغِنَى (جس نے قرآن کریم کو خوشی خوشی سے نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں)۔

(۱۱) ابتداء: مزید فیہ کے کسی باب کا ایسے طور پر آنا کہ وہ مجرد میں لیا ہی نہ ہو،

یا اگر آیا ہو تو مزید فیہ کے معنی کے علاوہ معنی میں ہو۔ ہم  
(الف) تَشْمَسٌ (اس نے دھوپ کھائی) مجرد میں مستعمل ہی نہیں۔

(ب) تَکَلَّمَ (اس نے گفتگو کی) مجرد میں کَلِمَ زخمی ہوا کے معنی میں ہے۔

## تتمین

فَاتَمَّ وَهْ گناہ سے بچا، تہجہد اس کی نیند اچاٹ ہو گئی میں کیا خاصیت ہے؟ (۲) لبس

ماخذ و نعمل کی کیا تعریف ہے؟ (۳) اتخاذ کی چاروں صورتوں کو بیان کیجیے! (۴) یہ باب

کتنے ابواب کی موافقت کرتا ہے؟ (۵) تحول کی تعریف اور تَهْوُذ کا ترجمہ کیجیے (۶) ابتداء

۱۔ اس میں خاصہ نسبت بھی ہے۔ ۲۔ عن أبي لُبَابَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَنْ لَمْ يَغْفِرْ"

بالقرآن فلیس منا، رواہ ابو داؤد رقم الحدیث: ۷۱۳۷ بخاری میں اس طرح کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے

(ج ۱/ ۵۷) یَتَغْنٰی بِالْقُرْآنِ قَالَ: سَفِیان: تَفْسِیرہ یَسْتَغْنٰی بِہ۔ ۳ لَمْ یَتَغْنِ بِابِ نَفْعِل ے ے ج۔

لم يستغنِ باب الاستفعال کے معنی میں ہے۔ یہ خاصیتِ فعل بھی ہے، یہ تَصَدُّی درپے ہر اَصْدٰی

مجرد میں پیاسا ہوا کے معنی میں ہے۔

کی دونوں قسموں کو بیان کیجیے! (۷) قَوْلِي وَوَلِي (اس نے روگردانی کی) میں کیا خاصیت ہے؟  
(۸) باب تفعّل کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ ان میں سے پانچ کی تعریف مطلوب ہے!

## اکیسواں سبق

### خاصیتِ بابِ مفاعلت

اس باب کی چھ خاصیتیں ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) مشارکت (۲) تعدیہ (۳) موافقت (۴) تصییر (۵) ابتدا
- (۶) مولات۔

(۱) مشارکت: لغت میں: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: فاعل اور مفعول کا کسی کام کو مل کر اس طرح انجام دینا کہ ان میں سے ہر ایک معنیٰ فاعل بھی ہو اور مفعول بھی؛ اگرچہ لفظاً ایک فاعل دوسرا مفعول ہوگا، جیسے: قَاتَلَ سَاجِدٌ سَمِيرًا (ساجد نے سمیر سے قتال کیا)۔

(۲) تعدیہ: تجاوز کرنا، اصطلاح میں: مجرد میں لازم ہو تو مزید فیہ میں متعدی کر دینا متعدی ہو تو مزید فیہ میں متعدی بدو مفعول کر دینا، جیسے: كَرُمَ نَجِيبٌ

۱۔ ایک نے دوسرے کو مارا ایسا تو ہر ایک فاعل بھی ہے اور مفعول بھی۔ فائدہ: (الف) فاعل و مفعول ہر ایک واحد ہوں، جیسے: قَاتَلَ سَاجِدٌ سَمِيرًا (ساجد نے ساجد سے قتال کیا) فاعل و مفعول ایک ایک ہیں۔  
(ب) دونوں جانب متعدد اور کئی ہوں۔ جیسے: ضَارَ بِنَاهُمْ (ہم نے ان سے مار پیٹ کی)۔ (ج) فاعل متعدد اور مفعول ایک ہوں، جیسے: ضَارَ بِنَاهُ يَاسَاسُ کے برعکس ضَارَ بِنَاهُمْ۔ فائدہ: کبھی مشارکت سے مراد کہ مفہوم فعل صرف ایک طرف سے پایا جاتا ہے، جیسے: يَخَادِعُونَ اللَّهَ (وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں) عَاقِبَتُ الْبَلَصِّ (میں نے چور کو سزا دی)۔ قَاتَلَ اللَّهُ لَطَّالُمَ (اللہ نے ظالم کو قتل کیا)۔

(نجیب فیاض ہوا) سے گَارَمَتْ نَجِیاً (میں نے نجیب کے پاس ہدیہ بھیجا تاکہ وہ بدلا دے)۔<sup>۱</sup>

بیک مفعول سے بدو مفعول، جیسے: أَكَلْتُ تَفَاحاً (میں نے سیب کھایا) سے أَكَلْتُ حَمِیْداً رُمَّاناً (میں نے حمید کو انار کھلایا)۔

(۳) موافقت: باب مفاعلت چار بابوں کے موافق ہوتا ہے۔

(۱) مجرد کا ہم معنی ہے: سَا فَوْتُ وَ سَقَرْتُ (میں نے سڑکریا)۔<sup>۲</sup>

(۲) افعَل کا ہم معنی، جیسے: بَاعَدْتُهُ أَبْعَدْتُهُ (میں نے اس کو دور کیا) شَابَهَهُ

وَأَشْبَهَهُ (وہ اس کے مشابہ ہوا)۔

(۳) فَعَّل کا ہم معنی ہوتا ہے، جیسے: ضَاعَفَ اور ضَعَّفَ ہم معنی ہیں

(دوچند ہوا)۔<sup>۳</sup>

(۴) تفاعل کا ہم معنی، جیسے: شَاتَمَ سَاجِدًا مَاجِدًا، تَشَاتَمَا (ساجد اور

ماجد نے آپس میں گالی گلوچ کی)۔<sup>۴</sup>

(۵) تصییر: لوٹانا، اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو ماخذ والا کر دینا، مثلاً:

عَافَاكَ اللَّهُ (اللہ تجھ کو عافیت بخشے) یعنی عافیت والا کر دے ماخذ ”عافیۃ“ ہے۔

(۶) ابتداء: کسی مزید فیہ باب کا مجرد میں آئے بغیر آنا، یا مجرد کے علاوہ کسی معنی

میں آنا، جیسے: تَاخَمَ (سرحدیں متصل ہوئیں) قَامَسَتْ الْمَصَائِبُ (میں مصیبت سے

دوچار ہوا)۔<sup>۵</sup>

۱۔ بَعُد وہ دور ہوا، بَاعَدْتُهُ میں نے اس کو دور کیا۔ قَا نَدَہ: اگر کوئی فعل مجرد میں متعدی ہو اور وہ

مشارکت کو قبول کرتا ہو، یعنی اس فعل کا دونوں فاعل بھی ہو سکتا ہو، اور مفعول بھی تو وہ اپنی حالت پر باقی رہتا

ہے، یعنی باب مفاعلت میں بھی ایک ہی مفعول کو چاہے گا، مثلاً: قَتَلَ زَيْدٌ عَمْرُوًا سے قَاتِل زید عمرواً۔

۲۔ مجرد کو کسی باب سے ہو۔ سَ نَاوَلْتُهُ بَلْغَةً میں نے اس کو لیا، ذَا فَعٍ ذَفَعِ اس نے ہٹایا، خَذَعَ خَذَعَ اس

نے دھوکا دیا۔ سَ لَهَمَ لَهَمَ اس نے سمجھایا۔ ۵۔ قَابِلٌ تَقَابَلُ آئے سائے ہو اِلْتَاَزَ تَنَازَعَ جھگڑا کیا۔

(۷) مُوالات: لگا تار کرنا۔ اصطلاح میں: فاعل کا مفعول کو مسلسل لگا تار کرنا، مثلاً: وَاصَلْتُ الْجُهْدَ (میں نے لگا تار محنت کی)۔<sup>۱</sup>

## تمرین

(۱) مشارکت کا مفہوم بیان کیجیے! (۲) مفاعلت کتنے بابوں کی موافقت کرتا ہے (۳) مُوالات کا کیا مطلب ہے؟ (۴) ان لفظوں میں کیا خاصیت ہے، شَكْلٌ وَتَشَاكُلٌ (مشابہ ہوا) اَصْفًى وَصَافًى خالص محبت کی (۵) واصل المطالعة کا ترجمہ کیجیے! (۶) تعدیہ کی قسمیں مع مثال بیان کیجیے!

## بائیسواں سبق

### خاصیت باب تفاعل

اس باب کی یہ چھ خاصیتیں ہیں:

(۱) تشارك (۲) تنخيل (۳) مُطَاوَعَت (۴) موافقت (۵) ابتداء (۶) تدويع -

(۱) تشارك: باہم شریک ہونا، اصطلاح میں: دو یا دو سے زائد چیزوں سے کسی فعل کا اس طرح صادر ہونا کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہو یا دونوں کا تعلق کسی تیسری چیز سے ہو۔<sup>۲</sup>

---

۱۔ مجرد میں لسان بقسوس تحت دورث ہونے کے معنی میں ہے۔ ج تاہنث زیدنا میں نے زید کا لگا تار چچا کیا یہ خاصیت شد العرف میں شیخ محمد ملاوی معری ولادت: ۱۲۷۳ھ = ۱۸۵۶ء۔ وفات: ۱۳۵۱ھ = ۱۹۳۲ء نے بیان کی ہے، ص: ۳۳۔ ج لفظاً اگرچہ دونوں فاعل ہوتے ہیں؛ لیکن حقیقتاً ہر ایک فاعل بھی ہے اور مفعول بھی۔



مثلاً: تَشَاتَمَ زَيْدٌ حَمِيدَةً (زید و حمید نے آپس میں گالی گلوچ کی) !  
 (ب) تَوَافَعَا شَيْئَانِ (ان دونوں نے کسی چیز کو اٹھایا) مصدر فعل یعنی اٹھانے  
 میں دونوں شریک ہیں لیکن اٹھانے کا تعلق ایک دوسرے سے نہیں؛ بلکہ ایک تیسری  
 چیز سے ہے۔

(۲) تَخَيَّلَ: تَخَيَّلَ يُخَيِّلُ باب تفعیل کا مصدر ہے، لغت میں: تو ہم  
 کرنا کہ وہ ایسا ہے، اصطلاح میں: قائل کا دوسرے کو اپنے آپ میں محض حصول  
 ماخذ دکھانا؛ جب کہ ماخذ کا حصول حقیقت میں مقصود نہ ہو، مثلاً: تَمَارَضَ (اس نے  
 اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا)۔

۱۔ گالی گلوچ دونوں سے اس طرح صادر ہوئی کہ ہر ایک کا تعلق دوسرے سے ہے، فصول اکبری کی عبارت  
 ”در مصدر و تعلق فعل“ کا یہی مطلب ہے۔ ۲۔ فائدہ: مشارک و تشارك میں چند فرق ہے (۱) معاشرت کے  
 متشارك محض میں ظاہر ایک فاعل دوسرا مفعول ہوتا ہے؛ مگر قائل میں ایسا نہیں ہوتا؛ بلکہ دونوں لفظاً قائل  
 ہوتے ہیں (۲) معاشرت میں دو فریق ہی مقابل ہوتے ہیں؛ اگرچہ ہر فریق کی تعداد دسیوں ہو، برضلاف  
 باب قائل کے اس میں دو سے زائد فریق بھی ہو سکتے ہیں، جیسے: فَنَقَلَ عَشْرَةً وَجَاهِلًا (دس آدمیوں نے  
 آپس میں قتال کیا) اس میں فریق بہت سارے ہیں (۳) معاشرت میں جو مشارک ملحق المراء ہوتا ہے، باب  
 قائل میں قائل ہو جاتا ہے، جیسے: فَاتَّخَذَ حَمِيدٌ مَسِيلاً (حمید نے سبیل سے قتال کیا) فَتَّخَذَ حَمِيدٌ  
 وَ مَسِيلاً بِرِخْلَافٍ مِمَّنْ شَارَكَ كَيْسُ كَمَا وَهُ مَفْعُولٌ بِرِخْلَافٍ رِخْلَافٍ، مثلاً: جَعَزْتُ مَاجِدَةً لَوْ بَأَ  
 (ماجد نے ماجد کا کپڑا کھینچا) سے تَجَزَّزْتُ مَاجِدَةً لَوْ بَأَ؛ کیوں کہ ثوب معنی مصدری جذب، کھینچ  
 تان میں شریک نہیں ہو سکتا (۴) ایک فرق یہ بھی ہے کہ قائل میں کبھی شرکت مصدر فعل میں ہوتی ہے جیسے:  
 تَوَافَعَا شَيْئَانِ بِرِخْلَافٍ معاشرت کے۔ ۳۔ تخیل کو مظاہر بھی کہتے ہیں، فائدہ: تکلف اور تخیل میں فرق یہ  
 ہے کہ تکلف میں قائل کو ماخذ مرغوب و مطلوب ہوتا ہے، وہ اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے، اس لیے وہ  
 ایچھے اوصاف میں آتا ہے، برضلاف تخیل کے وہ ناپسندیدہ اور مکروہ ہوتا ہے؛ کیوں کہ وہ مفت مذموم ہوتی ہے  
 کسی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہے۔ ۴۔ تَجَاوَلَ اس نے جانتے ہوئے لاعلمی کا اظہار کیا، تَتَاوَمَ اس نے اپنے آپ کو  
 سوتا ہوا ظاہر کیا، ان میں ماخذ یعنی بیماری، لاعلمی، اور نیند نہ تو حقیقت میں ہے اور نہ ہی مقصود ہے بلکہ محض دوسرے کو  
 دکھانا ہے۔ تعادل (غفلت ظاہر کی) تعامی (اپنے کو تازیانا ظاہر کیا) تعارج (ظاہر انگریزا) تعاصم (بہرانا)۔

(۳) مطاوعت: اثر قبول کرنا باب تفاعل بھی مطاوعت کے لیے اس باب مفاعلت کے بعد آتا ہے جو "أَفْعَلَ" کے معنی میں ہوا جیسے: بَاعَدْتُهُ فَبَاعَدْتُهُ لَهَا بَاعَدْتُهُ أَبْعَدْتُهُ کے معنی میں ہے (میں نے اس کو دور کیا تو وہ دور ہو گیا)۔  
(۴) موافقت: باب تفاعل ثلاثی مجرد اور باب افعال کے کبھی کسی معنی میں موافق ہوتا ہے۔

(الف) تَعَالَى وَعَلَا (بلند ہوا)۔

(ب) تَيَآمَنَ آيَمَنَ کے معنی میں ہے (وہ یمن میں داخل ہوا)۔

(۵) ابتداء: مجرد میں آیا ہی نہ ہو، جیسے: تَذَاخَلَ تَذَاخَلَ کے معنی میں ہے (وہ داخل ہوا) دَخَلَ مجرد سے آتا ہی نہیں۔

(ب) تَبَارَكَ مقدس ہوا، بَرَكَ مجرد میں معنی اونٹ بیٹھا ہے۔

(۶) تدریج: فاعل میں معنی مصدری یعنی ماخذ کا آہستہ آہستہ پایا جانا، جیسے: تَوَارَدَتِ الْاِبِلُ (اونٹ آہستہ آہستہ آئے)۔

## تمرین

- (۱) تشارك کی تعریف پھر تشارك اور مشاركت کا فرق بیان کیجیے!
- (۲) باب تفاعل مفاعلت کی کب مطاوعت کرتا ہے؟ (۳) تخخیل اور تکلف کا فرق بتائیے! (۴) اس باب کی کل کتنی خاصیتیں ہیں کم از کم تین کی تعریف مطلوب ہیں! (۵) تدریج کی کم از کم دو مثال لکھیے! (۶) تبارك میں کیا خاصیت ہے؟

---

یعنی وہ باب مفاعلت جو باب افعال کے معنی میں ہو اس مفاعلت کی مطاوعت کے لیے باب فاعل آتا ہے۔ اس میں تعدیہ بھی ہے۔ اس میں مصدر ورت بھی ہے۔ اس میں بلوغ بھی ہے۔  
تَوَارَدَتِ الْاِبِلُ دریائے نیل آہستہ آہستہ بڑھا۔

# تیسواں سبق

## خاصیت باب افتعال

باب افتعال کی چھ خاصیتیں ہیں:

(۱) اتخاذ (۲) تصرف (۳) تخییر (۴) مطاوعت (۵) موافقت

(۶) ابتداء۔

(۱) اتخاذ: بنانا، اصطلاح میں: فاعل کا ماخذ بنانا، یا ماخذ کو اختیار کرنا، یا فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، یا مفعول کو ماخذ میں لینا؛ گویا چار صورتیں ہوتیں:

(الف) فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اِجْتَحَرَ سَعِيدٌ<sup>۱</sup> (سعید نے سوراخ بنایا) ماخذ ”جُحْر“ بمعنی سوراخ ہے۔<sup>۲</sup>

(ب) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اِخْتَرَزَ نَجِيبٌ<sup>۳</sup> ماخذ ”حِرْزٌ“ بمعنی پناہ ہے (نجیب نے پناہ لی)۔

(ج) فاعل کا مفعول کو ماخذ بنالینا، اِغْتَذَى سَعِيدٌ الْمَشَاةَ<sup>۴</sup> ماخذ ”غذاء“ بمعنی خوراک ہے (سعید نے بکری کو خوراک بنایا)۔

(د) فاعل کا مفعول کو ماخذ میں لینا، جیسے: اِغْتَضَدَ لَدِيمٌ الْكِتَابَ<sup>۵</sup> ماخذ ”غَضْدٌ“ بمعنی بازو و فغل ہے (ندیم نے کتاب بغل میں لی)۔

۱۔ سَعِيدٌ مِیْ الْجَمِیْمِ عَلَى الْمَاءِ مِیْ الْقَاطِلِ نے ماخذِ مِیْ لَیْلَہِ سَعِيدٌ مِیْ الْجَمِیْمِ مِیْ الْحَمِیْمِ کو اختیار بھی ہو سکتا ہے ماخذ ہوگا ”جُحْر“ بمعنی کھود کر، مِیْد نے کھود بنایا۔ اِغْتَضَمَ لَدِیْمٌ لَیْلَہِ مِیْ الْحَمِیْمِ بمعنی انگریزی ہے نیل نے انگریزی میں اِغْتَضَمَ لَدِیْمٌ لَیْلَہِ مِیْ الْحَمِیْمِ بمعنی ”تو کر، خدمت گزار“ اس نے خادم بنایا۔ ۲۔ فِیْ فِیْ لَدِیْمِ مِیْ الْحَمِیْمِ اس کے بجائے اِجْتَحَرَ سَعِيدٌ لَدِیْمِ مِیْ الْحَمِیْمِ کی مثال ہے جس کے معنی ہیں بَعْدَ عَنِ الْجَنْبِ گوشے سے دور ہوا، کنارہ کش ہوا، یہ خاصہ نجیب کی مثال ہوگی نہ کہ اِجْتَحَرَ سَعِيدٌ لَدِیْمِ مِیْ الْحَمِیْمِ اس لیے شرح اصول اکبری میں معصطلام نے اجتناب کی مثال نہیں دی ہے نوادر میں: ۱۰۵: اَلْبَلَدُ مِیْ الْأَسْبَیْ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس معنی میں بھی ہوتا ہے، لَوْضٌ مِیْ لَدِیْمِ مِیْ الْحَمِیْمِ، ص: ۸۱۔

(۲) تصرف اس کو اجتہاد و تسبب بھی کہتے ہیں، کوشش کرنا، فاعل کا معنی مصدری اور ماخذ کے حاصل کرنے میں کوشش کرنا، جیسے: اخْتَصَبْتُ الْعَالَ (میں نے مال کوشش سے حاصل کیا)۔

(۳) تَخْيِير: انتخاب کرنا: اصطلاح میں: فاعل کا اپنی ذات کے لیے معنی مصدری انجام دینا، مثلاً: اخْتَالَ نَيْبِلُ لَبْنًا (نیل نے اپنے لیے دوودہ تولایا)۔  
مطاوعت: باب الفعل فَعَّلَ یعنی باب تفعیل اور ثلاثی مجرد کی مطاوعت کے لیے آتا ہے، جیسے: لَوَّمْتُهُ فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو ملامت کی تو اس نے ملامت قبول کی) غَلْمَتْهُ فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو سیدھا کیا تو سیدھا ہو گیا) لَهَبْتُ النَّارَ فَاغْتَمَّ (میں نے آگ بھڑکائی تو آگ بھڑک گئی)۔  
غَمَمْتُهُ فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو غمگین کیا تو وہ غمگین ہو گیا)۔

۱۔ قرآن کریم میں ہے: "لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ" سورة جمرہ آیت: ۲۸۸، اس (نفس) کو ثواب بھی اسی کا ہوتا ہے جو اس نے کیا اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہو گا جو امدائے کر گنہگار، شرار برائی کی طرف چوں کہ طبیعت کھینچتی ہے اور نفس کا بہت قضا ہوتا ہے: اس لیے اللہ نے عذاب کے لیے باب افتعال سے اكتساب استعمال کیا ہے جس میں خاصیت تصرف ہے یعنی جب انسان شر اور برائی کر گزرے گا تو عذاب کا مستحق ہو گا، محض دس اور خیالات سے نہیں، اس کے برخلاف اچھائی اور نیکی پر نفس کو تیار کرنا پڑتا ہے: اس لیے رحمت خداوندی ہے کہ نیکی پر اجر و ثواب بسا اوقات محض امدائے اور نیت پر مل جاتا ہے: اس لیے ثلاثی مجرد کا لفظ کسب لایا گیا ہے، کذا فی الروح مختصراً (محدث شاق حیر)۔ اخْتَصَبْتُ اس نے لکھو یا یعنی لکھنے کو طلب کیا۔ ۲۔ قرآن کریم میں ہے: وَالَّذِي اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ مَطْلَقاً: ۲ اخْتَوَى اللّٰهُمَّ اس نے اپنے لیے گوشت بھونا، اَطْبَخَ اس نے اپنے لیے پکایا۔ اِثْرُنَ الْاِمْبِجَ (اس نے اپنے لیے آم وزن کیا) اِشْتَوَاهُ (اپنے لیے اس کو بھونا) اِلْتَاطَ حَوْضًا (اپنے لیے حوض میں مٹی لگائی) ۳۔ مجرد کی مطاوعت بقول ابو حیان و شافعی قلیل ہے نقل عن مسيوہ نوادر، ص: ۱۰۶۔  
ثلاثی مجرد کی مثال: جَمَعْتُهُ فَاَجْتَمَعَ میں نے اس کو جمع کر دیا تو وہ جمع ہو گیا قُرْبَتُهُ فَاَقْرَبَ بَشْرَتُهُ لاشعری (میں نے اس کو بھونا تو وہ بھن گیا) ان سب میں باب تفعیل و مجرد دونوں ہو سکتے ہیں۔

## چوبیسواں سبق

### باب افتعال کی دیگر خاصیات:

(۵) موافقت: کسی باب کا کبھی دوسرے باب کے کسی معنی میں یکساں ہونا، باب افتعال پانچ بابوں کے ہم معنی ہوتا ہے:

(۱) مجرد کا ہم معنی، جیسے: اِفْتَدَرَ وَقَدَرَ (قادروا)۔

فائدہ: یہ خاصیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے۔

(۲) اَفْعَلَ (باب افعال) کا ہم معنی، جیسے: اِخْتَجَزَ وَاحْجَزَ (وہ حجاز آیا یا حجاز پہنچا)۔

(۳) تفعّل کی موافقت، جیسے: اِرْتَدَى وَتَرَدَى (اس نے چادر اوڑھی)۔

(۴) تفاعل کا ہم معنی، جیسے: اِخْتَصَمَ وَتَخَاصَمَ (اس نے جھگڑا کیا)۔

(۵) استفعال کا ہم معنی، جیسے: اِيتَجَرَ الدَّارَ، وَاسْتَجَرَهَا (اس نے کرایے پر گھر لیا)۔

(۶) ابتدا: مجرد میں آتا ہی نہ ہو، مثلاً: اِبْتَسَمَتِ الشَّاةُ، یہ اصل میں

اِبْتَيْمَتْ تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح یا کوا الف سے بدلا۔ مصدر ”اِلَابْتِيَامُ“ ہے (بکری گھاس کی تلاش میں ادھر ادھر گھومی)۔

یا مجرد میں دوسرے معنی میں ہو، جیسے: اِسْتَلَمَ (بوسہ لیا، چوما) ماخذ ”سَلَمَةٌ“

بمعنی پتھر سے ماخوذ ہے مجرد میں سَلِمَ سلامت بہا دوسرے معنی میں ہے۔

---

۱۔ اِخْتَلَّ وَخَمَلَّ (اس نے اٹھایا)۔ ۲۔ اس میں خاصیت بلوغ بھی ہے۔ ۳۔ اِمْتَازَ وَتَمَيَّزَ (وہ جدا

ہوا)۔ اِسْتَوَى وَتَسَاوَى (برابر ہوا)۔ ۴۔ اِتَّجَمَ ماجذ (ماجد نے بھری بکری ذبح کی)۔ ۵۔ لَفَرَ يَفْقِرُ لَفْرًا

(اس نے پشت کی ہڈی توڑی) اِفْقَرُ (فقیر ہوا)۔

## باب افعال کی غیر معروف تین خاصیتیں یہ ہیں:

(۱) اظہار: فاعل کا کسی کے سامنے ماخذ ظاہر کرنا، جیسے: اِعْتَظَمَ (اس نے عظمت ظاہر کی) ماخذ "عَظَمَة" ہے اِعْتَذَرَ (اس نے معذرت ظاہر کی) ماخذ "عُذْر" ہے، اِعْتَظَمَ (اس نے عظمت اور بڑائی ظاہر کی)۔

(۲) تشارك، جیسے: اِخْتَصَمَ نَبِيلٌ وَمَسْمِيرٌ (نیل اور سمیر آپس میں جھگڑے) اِفْتَتَلَ الصَّدِيقَانِ (دو دوستوں نے آپس میں قتال کیا) اِخْتَلَفَ الزَّعِيمَانِ (دو لیڈروں نے اختلاف کیا)۔

(۳) مبالغہ: فاعل میں معنی فعل زیادہ پایا جانا، جیسے: اِفْتَدَرَ نَجِيبٌ (نجیب بہت زیادہ قوت والا ہوا) اِذْتَدَّ (بہت زیادہ پھر گیا)۔

## تمرین

- (۱) تصرف کی تعریف اور اس کا دوسرا نام بتائیے! (۲) اتخاذ کی چاروں قسموں کو بیان کیجیے! (۳) موافقت تفعیل کی کیا مثال ہے؟ (۴) باب افعال کن کن ابواب کی مطاوعت کرتا ہے (۵) تخییر کا مفہوم کیا ہے؟ (۶) تشارك کی تعریف مع مثال بیان کیجیے!

## پچیسواں سبق

### خاصیت باب استفعال

استفعال کی دس خاصیتیں ہیں:

(۱) طلب (۲) لیاقت (۳) وجدان (۴) حِسبان (۵) تحوّل

(۶) اتخاذ (۷) قصر (۸) مُطَاوَعَت (۹) مُوَافَقَت (۱۰) اِبْتِدَاء۔

۱۔ اظہار، تشارك، مبالغہ کی یہ تین خاصیتیں شیخ حمزہ دہلوی مصری نے شذ العرف میں بیان کی ہیں، ص: ۴۵۔

(۱) طلب: مانگنا، اصطلاح میں: مفعول سے فاعل کا ماخذ و مادہ فعل مانگنا، خواہ  
 حقیقتاً ہو، یا مجازاً یعنی ظاہر۔

(الف) اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰهَ ماخذ ”مَغْفِرَت“ ہے (میں نے اللہ تعالیٰ سے  
 مغفرت چاہی)۔

(ب) مجازاً یعنی واقعتاً مانگنے کی بات نہ ہو؛ لیکن محسوس ہوتا ہو کہ گویا وہ  
 مانگ رہا ہے، مثلاً: اِسْتَغْوَرْتُ الْبِتْرُوْلَ مِنَ الْاَرْضِ (میں نے زمین سے پٹرول  
 نکالا)۔

(۲) لیاقت لغت میں لائق و مستحق ہونا: اصطلاح میں: فاعل کا معنی مصدری  
 اور مادے کے لائق و مستحق ہونا، جیسے: اِسْتَرْقَعَ الثَّوْبُ (کپڑا پیوند کے لائق ہو گیا)  
 ماخذ ”رُقْعَة“ بمعنی پیوند ہے۔

(۳) وجدان پانا، فاعل کا مفعول کو ماخذ و معنی مصدری سے متصف پانا، مثلاً:  
 اِسْتَكْرَمَ رَشِيْدٌ رَفِيْقَهُ (رشید نے اپنے دوست کو کرم و سخاوت سے متصف پایا)  
 ماخذ ”كْرَم“ بمعنی سخاوت ہے۔

(۴) حسبان نگہ لغت میں: گمان کرنا، فاعل کا مفعول کو ماخذ و مادہ کے ساتھ  
 متصف گمان کرنا، اعتقاد رکھنا، جیسے: اِسْتَحْسَنْتُهُ (میں نے اس کو اچھا خیال کیا)۔

۱۔ اِسْتَغْفَرْتُهُ (میں نے اس سے کمانا طلب کیا) اِسْتَفْرَقْتُهُ (میں نے اس سے مدد چاہی) یہ اس باب  
 کی بکثرت پائی جانے والی قاضیت ہے، اِسْتَغْفَرْتُ (میں نے علیہ مانگا) اِسْتَعْتَبْتُ، اِسْتَعْبَرْتُ،  
 ع ظاہر ہے کہ زمین سے پٹرول نہیں مانگا جاتا؛ لیکن اس کے لیے زمین کو دنا اور کوشش کرنا گویا زمین  
 سے مانگنا ہے، اِسْتَغْوَرْتُ الْوَلَدَ مِنَ الْجِدَارِ (میں نے دیوار سے لڑکے کو نکالا)۔ ع اِسْتَبْخَانُهُ میں  
 نے اس کو خفیہ پایا ماخذ ”بُخْل“ ہے اِسْتَغْنَيْتُهُ میں نے اس کو غفلت والا پایا۔ اِسْتَجَدْتُهُ (میں نے  
 اس کو عمر دلایا)۔ اِسْتَفْسَنْتُهُ (میں نے اس کو مونا پایا)۔ ع حسبان اور وجدان میں فرق یہ ہے کہ  
 وجدان میں مکمل یقین ہوتا ہے اور حسبان میں گمان یا غالب گمان ہوتا ہے۔ ع اِسْتَبْخَنْتُهُ میں نے  
 اس کو برا سمجھا، نو اور الوصول، ص: ۷۰،

(۵) تحول: پھرنا، فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہو جانا، ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: تحول صوری اور تحول معنوی:

(۱) عین ماخذ ہونا صورتاً و حقیقتاً، جیسے: اِسْتَحْجَرَ الطَّيْنَ (گارا پتھر ہو گیا)۔

(۲) عین ماخذ ہونا معنوی طور پر، جیسے: اِسْتَشْبَسْتُ الشَّاةَ (بکری بکرا بن گئی) ماخذ ”تَبَسَّ“ بمعنی بکرا ہے۔

(۱) مثل ماخذ ہونا صورتاً و حقیقتاً، جیسے: اِسْتَحْجَرَ الطَّيْنَ (گارا پتھر کی طرح ہو گیا)۔

(۲) مثل ماخذ ہونا معنوی طور پر، جیسے: اِسْتَنَوَقَ الْجَمْلُ (اونٹ اونٹنی کی طرح ہو گیا)۔

اِسْتَسْرَ الْبُغَاثُ (بغاٹ گدھ ہو گیا یا گدھ کے مشابہ ہو گیا)۔

افعال عین ماخذ یعنی پتھر ہو گیا ہے اور حقیقتاً ہوا ہے، اِسْتَفْوَسَ الْحَاجِبُ (در بان جمکاؤ میں کمان کی طرح ہو گیا) ماخذ، قوس بمعنی کمان ہے۔ ۲ ظاہر ہے کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہو سکا بلکہ طاق و قوت اور فزہ کی وجہ سے مجازاً کہ دیا گیا ہے۔ الصرف التعليمی میں یہی ہی نقطہ ہے ص: ۲۰۱۔ ۳ یہ عین ماخذ و مثل ماخذ دونوں کی مثال ہے، ترجمے کے اعتبار سے فرق ہو گا۔ ۴ یعنی اوصاف اور بدلے پن و کمزوری میں یا تیز رفتاری میں اور بردباری میں یہ ایک عربی کا محاورہ ہے یہ اس وقت بولا جاتا ہے، جب کوئی بات کہتے کہتے دوسری بات کو اس سے ملادے۔ اِسْتَفْوَسَ، اِسْتَشْبَسْتُ اور اِسْتَنَوَقَ میں ”یا“ یا ”واو“ کی حرکت ماقبل حرف صحیح ساکن کو دے کر الف سے نہیں بدلا جائے گا: اگر پہلے یہ قاعدہ یہاں جاری ہوتا چاہئے؛ کیوں کہ کچھ الفاظ باب افعال و استفعال کے مشقی ہیں، جیسے: اَعْوَلُ رَاعُوا، اِسْتَحْوَذَ اِسْتَحْوَذَا شِدَّ العرف ص: ۱۶۷، نو اور الوصول ۵۶۔ قاعدہ اور شد و ذرا تم الحروف کی کتاب ”اصطلاحات صرف“ میں ملاحظہ فرمائیے۔ (حمیری) ۵ بزی مائل سفید رنگ کا ایک پرندہ جو گدھ سے چھوٹا اور اڑنے میں مست ہوتا ہے، ماخذ ”تَسَّرَ“ بمعنی گدھ ہے یہاں بھی فاعل یعنی بغاٹ ماخذ گدھ یا مثل ماخذ ہو گیا، یہ بھی ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے کہ جو ہمارے پڑوس میں رہتا ہے وہ ہماری وجہ سے معزز بن جاتا ہے۔



# چھبیسواں سبق

## باب استفعال کی بقیہ خاصیات

(۶) اتخاذ: بنانا، فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، جیسے: اسْتُوْطَنَ نَبِیلٌ دیوبند (نبیل نے دیوبند کو وطن بنایا) ماخذ ”وُطِنَ“ ہے۔

(۷) قصر: چھوٹا کرنا، مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: اسْتُوْجِعَ (اس نے انا لِلّٰہِ وَاَنَا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا)۔

(۸) اَفْعَلَ کی مطاوعت، جیسے: اَقْمَنَہُ فَاَسْتَقَامَ (میں نے اس کو کھڑا کیا تو وہ کھڑا ہو گیا) اَحْكَمَہُ فَاَسْتَحْكَمَ (میں نے اس کو مضبوط کیا تو وہ مضبوط ہو گیا)۔

(۹) موافقت: باب استفعال کبھی ثلاثی مجرد، افعال، تفعیل، اور افتعال کے معنی میں ہوتا ہے۔

(۱) مجرد کا ہم معنی، جیسے: قَرَأَ اسْتَقْرَ (وہ ٹھہرا)۔

(۲) افعال کی مطابقت، جیسے: اسْتَخْرَجَ اَخْرَجَ (اس نے نکالا) اسْتَجَابَ وَاَجَابَ (اس نے جواب دیا)۔

(۳) تفعیل کی موافقت، جیسے: اسْتُوْلِيَ وُقُوْلِي (اس نے پورا پورا وصول کیا)

(۴) افتعال کا ہم معنی، جیسے: اسْتَدَّ كَرِوَادُ كَر (جواصل میں اذکر تھا

افتعال کے قاعدے سے تائے افتعال کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کر دیا) (اس نے یاد کیا) اسْتَعَصَمَ وَاِعْتَصَمَ (اس نے مضبوطی سے پکڑا)۔

۱۔ قصر کے لیے اس باب کا آنا نہایت قلیل ہے، یہی وجہ ہے کہ صاحب فصول اکبری نے اپنی اصول اکبری کی شرح میں اس کے بجائے توجیع کی مثال دی ہے، نوادر، ص: ۱۰۸۔ ۲۔ استبان و بان ظاہر ہوا (اس میں ضرورت بھی ہے) استقام و لام (وہ کھڑا ہوا) استعذ (وہ دروہا)۔ ۳۔ اس مثال میں خاصیت اعطاء ماخذ بھی ہے۔ ۴۔ استعجز و تکریر اس نے تکبر کیا (اس میں تکلف بھی ہے)۔

اس باب کی دو خاصیتیں یہ بھی ہیں:

## تتمین

## ستائیسواں سبق

## خاصیت بابِ افعال

اس باب کی یہ چھ خاصیتیں ہیں:

211, 212, 213.

(۱) لزوم: لازم ہونا، یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے، خواہ اس کا مجرد بھی لازم ہو جیسے: فَرِحَ وَانْفَرَحَ (خوش ہوا)۔

یا مجرد میں متعدی ہو اس باب میں لازم ہو جائے، جیسے: فَطَرَ (اس نے پھاڑا) اِنْفَطَرَ (وہ پھٹا)۔

(۲) علاج: فعل میں جوارح و اعضاء ظاہری کا اثر پایا جانا یعنی باب انفعال کا افعالِ علاجیہ میں سے ہونا ضروری ہے۔

افعالِ علاجیہ سے مراد وہ افعال ہیں جن کے واقع ہونے میں کسی عضو کو حرکت ہو اور ان کا ادراک حواسِ خمسہ ظاہرہ سے کیا جاسکے، یا وہ افعال جو جوارح و اعضاء ظاہری کا اثر قبول کریں۔

مثلاً: اِنْكَسَرَ الانَاءُ (برتن ٹوٹ گیا) ٹوٹنے میں اعضا کو دخل بھی ہو سکتا ہے اور ٹوٹنے کا ادراک بھی ہو سکتا ہے۔

(۳) مطاوعت: فعل متعدی کے بعد کسی فعل کو خواہ لازم ہو یا متعدی ذکر کرنا، جو بتائے کہ فعلِ اول کے مفعول بہ نے اپنے فاعل کا اثر قبول کیا ہے یا نہیں، باب انفعال ثلاثی مجرد کی بکثرت اور باب افعال کی کم مطاوعت کرتا ہے۔

(الف) جیسے: شَقَّ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقَمَرَ فَاَنْشَقَّ (نبی اکرم ﷺ)

۱۔ طِفْتُ وَانْطَفَاتِ النَّارُ آگ بجھ گئی۔ ۲۔ قَلْبُ اس نے بدلا، پلٹا، انقلب بدل گیا، پلٹ گیا، حَلَّ اس نے حل کیا (کھل گیا) فُتِحَ (اس نے کھولا) اِنْفَتَحَ (وہ کھل گیا) یہ خامیت اس باب میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ ۳۔ افعالِ علاجیہ وہ افعال کہلاتے ہیں جن میں جوارح و اعضاء ظاہری کا اثر پایا جاتا ہے، جیسے: ٹوٹنا، برخلاف دل سے جانتا یا محسوس کرنا یہ افعالِ علاجیہ میں سے نہیں ہیں، حواسِ خمسہ ظاہرہ: آنکھ، کان، ناک، زبان، اور مس ہونے اور چھو جانے سے کس چیز کے معلوم ہونے والے بدن کے حصے ہیں یعنی جو چیزیں دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے سے معلوم ہوں۔ ۴۔ یہی وجہ ہے کہ فَاَنْفَرَعَ، فَاَنْفَعَلَ کہنا درست نہ ہوگا، کیوں کہ معرفتِ علم کا تعلق حواسِ ظاہرہ سے نہیں۔ افعالِ علاجیہ اس باب ہی سے آتے ہیں بلکہ دیگر ابواب سے ان کا استعمال مجازی ہوگا۔

نے چاند کے ٹکڑے کیے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا)۔۱

(ب) باب افعال کی مطاوعت: اَدْخَلْتُهُ فَاَنْدَخَلَ (میں نے اس کو داخل کیا تو وہ داخل ہو گیا)۔۲

(۴) موافقت: فَعَلَ وَاَفْعَلَ، یہ باب ثلاثی مجرد اور باب افعال کے کسی معنی میں کبھی موافق ہوتا ہے: (الف) اِنْطَفَأَتِ النَّارُ وَطَفِئَتْ (آگ بجھی)۔۳

(ب) افعال کا ہم معنی: جیسے: اِنْحَجَزَ وَاَحْجَزَ (وہ حجاز پہنچا)۔۴

(۵) ابتداء: مجرد میں آتا ہی نہ ہو، جیسے: اِنْجَحَرَ ۵

(وہ سوارخ میں گیا)۔۶

مجرد میں دوسرے معنی میں آتا ہو، جیسے: اِنْطَلَقَ (وہ چلا) مجرد میں طَلَقَ (کشادہ ابرو ہوا) کو دیگر معنی میں ہے۔

(۶) باب انفعال کے فاعلہ میں حروف یرملون (ی، ر، م، ل، و، ن) اور حرف لین نہیں ہوتا، اگر ہو تو اس باب سے نہ آکر باب الفعال سے آئے گا۔ ۷  
رَعِشَ سَإِرُ قَعَشَ، لَبَسَ سَإِرُ التَّبَسَّ، مَنَعَ سَإِرُ امْتَنَعَ، نَفَخَ سَإِرُ انْتَفَخَ،

۱. فَطَعْنَهُ فَاِنْطَعَنَ میں نے اس کو کاٹا تو وہ کٹ گیا، فَتَحْتُهُ فَاِنْتَفَحَ (میں نے اسے کھولا تو وہ کھل گیا) ۲. اَزَعَجْتُهُ فَاِنْزَعَجَ (میں نے اس کو پریشان کیا تو وہ پریشان ہو گیا) مَا غَلَقْتُ الْبَابَ فَاِنْغَلَقَ، (میں نے دروازہ بند کیا تو دروازہ بند ہو گیا) اَخْلَقْتُهُ فَاِنْطَلَقَ، باب تفعیل کی بھی مطاوعت کرتا ہے لیکن نادر ہے۔ جیسے: عَذَلْتُهُ فَاِنْغَذَلَ میں نے اس کو سیدھا کیا تو وہ سیدھا ہو گیا، فَاَكْمَدَهُ: اِنْقَطَعَ اِلَى اللّٰهِ عَلَاقَتُ دُنْيَاہِ یَسُوئِیْ اِخْتِیَارِہِ كَرَّہِ اللّٰہِ كِی طرف مائل ہو گیا اور اِنْكَشَفَتِ الْمَسْئَلَةُ (مسئلہ آشکارا ہو گیا) اَزَقَبِلِہِ جَاہِہِ: کیوں کہ غیر محسوس بھی اس باب سے بطریق شذوذ آتا ہے، نوادر، ص: ۱۰۹۔ ۳. اِنْبَلَجَ وَبَلَجَ روشن ہوا۔ ۴. اس میں بلوغ بھی ہے اِنْحَصَدَ الزَّرْعُ وَاحْصَدَ کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی اس میں خاصیت حیوانت بھی ہے ۵. یہ مثال کتابوں میں مذکور ہے اگرچہ بعض لغت کی نئی کتابوں میں ثلاثی مجرد کا استعمال بھی مذکور ہے۔ ۶. اس میں بلوغ بھی ہے البتہ دو لفظ اِنْمَازُ اور اَمْحٰی جو اصل میں اِنْعَازُ اور اِنْمَحٰی ہیں فاعلہ کے ہم ہونے کے باوجود اس باب سے ہیں یہ شاذ ہے: اسی لیے بعض لوگوں نے فاعلہ میں ہم نہ ہونے کی شرط نہیں رکھی ہے، نوادر، ص: ۱۱۰۔

وَفَقًّی سَے اِتَّفَقَ، یَسَسَ سَے اِتَّبَسَ یَ!

## تمرین

- (۱) افعال علاجیہ سے کیا مراد ہے؟ (۲) یہ کن کن ابواب کی مطاوعت کرتا ہے؟
- (۳) فاعل معرف باب انفعال سے کیوں نہیں آتا؟ (۴) باب انفعال سے کس طرح کے الفاظ آتے ہیں؟ (۵) حروف یرطون کی صورت میں باب الفتحال سے آنے کی چند مثالیں دیجیے!
- (۶) اس باب کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم تین کو بیان کیجیے!

## اٹھائیسواں سبق

### خاصیت باب افعیال

اس باب کی مندرجہ ذیل چار خاصیتیں ہیں:

(۱) لزوم (۲) مبالغہ (۳) مطاوعت (۴) موافقت۔

(۱) لزوم: زیادہ تر یہ باب لازم آتا ہے۔

جیسے: اَمَلُوا لِحَ الْمَاءِ (پانی نمکین ہوا) اِخْرُورَقِ (کپڑا پھٹ گیا)۔

(۲) مبالغہ: فاعل میں ماخذ کا بکثرت پایا جاتا، اکثر اس باب میں مبالغہ ہوتا

ہے؛ گویا مبالغہ لازم کے درجے میں ہے، ۳۔

جیسے: اِعْشَوْ شَبَبَ الارْضِ (زمین ہری بھری ہو گئی یعنی سبزہ زار ہو گئی)۔

۱۔ اَرَقًّی سَے اِرْقًّی، لَجَأَ سَے اِلْتَجَأَ، مَزَجَ سَے اِمْتَزَجَ، نَشَرَ سَے اِنْتَشَرَ، وَضَعَ سَے اِنْضَضَ، یَسَسَ سَے اِتَّبَسَ۔ ۲۔ بلکہ بقول صاحب صراح دو لفظ کے علاوہ اس باب سے متعدی آتا ہی نہیں (۱) اِخْلُو لَیْتَهُ میں نے اس کو شیریں و میٹھا خیال کیا، اِغْرُورِقْتَهُ میں بے زین گھوڑے پر سوار ہوا۔ ۳۔ کبھی بغیر لزوم کے مبالغہ ہوتا۔ جیسے: اِخْفُوفَ الرِّحْلَ وَالْهَلْکَالَ کجادہ اور چاند تم کھا گیا، اِی طرح اِغْرُورِقَ الفرس گھوڑا پسینہ پسینہ ہو گیا، اِخْذُوبَ الظَّهْرَ (کپڑا ہو گیا) اس باب میں مبالغہ لازم نہیں ہے بلکہ اکثر و بیشتر مبالغہ ہوتا ہے جیسا کہ وُحِیَ کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ صاحب فصول اکبری نے شرح اصول اکبری میں فرمایا ہے: ”وفی الفعول مبالغۃ غلبۃ لزوم“ (شرح اصول مخطوط) یعنی لزوم اکثر و بیشتر ہوتا ہے۔ نوادر، ص: ۱۰۱۔

(۳) مطاوعت فعل، جیسے: ثَنَيْتُهُ فَأَثْنُونِي (میں نے اس کو موڑا تو وہ مڑ گیا)

(۴) موافقت استعمل، مثلاً: اِخْلَوْ لَيْتَهُ بِمَعْنَى اِسْتَحْلَوْ لَيْتَهُ (میں نے

اس کو شیریں خیال کیا)۔

فائدہ: یہ باب اَفْعَلَ (افعال) کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: اِخْلَوْ لِي بِمَعْنَى

اِخْلَوْ (شیریں ہوا)۔

تَفَعَّلَ کے معنی میں، جیسے: اِخْشَوْشَن بِمَعْنَى تَخَشُّن (کھردرا ہوا) اس باب

میں خاصیت ابتدا بھی پائی جاتی ہے، جیسے: اِذْلُوْ لِي (دہ گیا)۔

## خاصیتِ باب افعال و افعیال

ان دونوں بابوں کی بھی چار چار خاصیتیں ہیں:

(۱) لزوم (۲) مبالغہ (۳) لون (۴) عیب۔

(۱) لزوم: یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، گویا لازم ہونا ان کے لیے

لازم ہے۔ مثلاً: اِحْمَرُ اِحْمَارًا (بہت سرخ ہوا) اِصْفَرُ اِصْفَارًا (زرد ہوا)۔

(۲) مبالغہ: فاعل میں اس باب کے ماخذ کا بکثرت پایا جاتا ہے، مثالیں

گذر چکیں، مبالغہ گویا اس باب میں لازم ہے۔

(۳) لون: رنگ و لون والے افعال اس باب سے بکثرت آتے ہیں۔

جیسے: اِصْفَرُ اِصْفَارًا وغیرہ۔

(۴) عیب: عیوب ظاہری والے افعال بھی اس باب سے بکثرت آتے ہیں،

جیسے: اِخْوَالَ (بھینکا ہوا) اِعْوَرُ اِعْوَارًا (کانا ہوا)۔

اس میں خاصیتِ جِسْمَان بھی ہے۔ ۲۔ اس میں صیروت بھی ہے۔ ۳۔ اِخْضَرُ اِخْضَارًا

بہت سبز ہوا، اِعْوَجُ نِیز حابوا، اِسْمَارُ گندی رنگ کا ہوا۔ ۴۔ یہ مختلف فیہ ہے کہ مبالغہ اس باب میں بھی لازم

ہے یا کثری ہے، نوادر ص ۱۱۱۔ ۵۔ عیب سے عیوب ظاہری مراد ہے۔

فائدہ: افعلال میں عیب لازم اور افعیلال میں عیب عارضی زیادہ ہوتا ہے۔

## تمرین

(۱) باب افعیعال کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ (۲) املولح اور اعشوشب میں کیا خاصیت ہے؟ (۳) افعیعال کے علاوہ کس باب کی موافقت کرتا ہے؟ (۴) خاصیت مبالغہ کی مثال دیجیے! (۵) افعلال و افعیلال کے لون کی مثال دیجیے! (۶) عیب سے کیا مراد ہے؟ اِکْثَمَاتٌ و اِخْلُوْلُقِ کا ترجمہ کیجیے اور خاصیت بیان کیجیے!۔

## انتیسواں سبق

### خاصیت افعوال

اس باب کی دو خاصیتیں ہیں: (۱) اِفْتِضَابُ یَا بِنَاۓ مُقْتَضِبُ (۲) مبالغہ (۱) افتضاب یا بِنَاۓ مقتضب اس کو ارتجال بھی کہتے ہیں، لغت میں: کاٹنا، مُقْتَضِبٌ بَصِیغَ اسم مفعول کاٹا ہوا، اصطلاح میں: بنائے مقتضب وہ وزن ہے جو ٹٹائی سے منقول نہ ہو، یعنی اس کی اصل یا مثل اصل نہ پائی جاتی ہو؛ بلکہ ابتداء اس باب کی وضع اسی وزن پر ہوئی ہو؛ بشرطے کہ کوئی حرف نہ برائے الحاق ہو اور نہ ہی زائد معنی کے لیے ہو، مثلاً: اِجْلُوْذُ الْفَرَسِ (گھوڑا تیز چلا) اِجْلُوْذٌ، جَلَدٌ وغیرہ سے منقول نہیں یعنی اس سے نہیں بنایا گیا ہے، اور نہ ہی کوئی حرف برائے الحاق ہے اور نہ کسی زائد معنی کے لیے ہے۔

۱۔ رضی و نادر، فائدہ: کبھی ان بابوں میں مذکورہ خاصیتوں سے ہٹ کر ابتدا کی بھی خاصیت پائی جاتی ہے جیسے: اِرْقَدَ اس نے جلدی کی اِنْهَارَ اللَّیْلِ رات آدمی ہوئی، فائدہ: اس باب میں عیب کے مقابلے میں لون زیادہ مستعمل ہے۔ عِ اِغْلُوْطُ الْبَعْرِ اونٹ کی تکمیل پکڑ کر اونٹ پر سوار ہوا اِغْلُوْطُ کا ترجمہ منقضب اور بعض دیگر صرف کی کتابوں میں اونٹ کی گردن میں ”ہار پہنانا“ کیا گیا ہے، لیکن وہ ترجمہ کتب لغت سے ہم آہنگ نہیں ہے صحیح ترجمہ وہ ہے جو یہاں راقم نے کیا ہے، نوادر میں تفصیل ملاحظہ کیجیے ص: ۷۲۔ الصرف التعلیمی والتطبیعی القرآن: از محمود سلیمان یا قوت ص: ۸۳۔ کبھی یہ باب مجرد کے معنی میں آتا ہے جیسے: اِخْوِ زَاۓ (بہزی مال کی یا مرغی مال کی سیاہ ہونا) اِخْوِ کے معنی میں سے اِخْوِ ذی، یخْوِ ذی، نوادر ص: ۱۱۲، معجم تفریف الافعال، ص: ۵۹۔

(۲) مبالغہ: یہ باب مبالغہ کے لیے آتا ہے لیکن کم، جیسے: اَجْلَوْ ذَبِيْهُمُ  
الْجَمْلُ (اونٹ ان کو لے کر تیز چلا)۔

## خاصیتِ بابِ فَعْلَل

اس باب کی مشہور خاصیتیں چھ ہیں:

(۱) قصر (۲) الباس ماخل (۳) مطاوعت (۴) تعمل (۵) اتخاذا  
(۶) خَوَاصَّ لَفْظِي۔

(۱) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا ۲

مثلاً: بِسْمَل (بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھا)۔ ۳

(۲) الباس ماخل: فاعل کا مفعول کو ماخل پھینانا، جیسے: بَرَقَعْتُ نَبِيلَةً  
(میں نے نبیلہ کو برقع پہنایا) ماخل، ”برقع“ بمعنی نقاب ہے۔

(۳) اپنے ہی باب کی مطاوعت کے لیے آتا ہے، جیسے: غَطَرَشَ اللَّيْلُ  
بَصْرَه فَغَطَرَشَ (شب نے اس کی آنکھ کو تاریک کر دیا تو نگاہ تاریک ہو گئی)۔

(۴) تَعْمَلُ: فاعل کا ماخل کو اسی کام میں لانا جس کے لیے وضع کیا گیا ہے

اس باب کی بہت سی خاصیتیں ہیں جن کا احاطہ دشوار ہے یہاں چند مشہور خاصیتیں مذکور ہیں۔ ۲ تاکہ بات نقل  
کرنے میں اختصار ہو جائے۔ ۳ حَوَلًا لاحول پڑھا، هَيَّلًا لاله الا اللہ پڑھا، قانده: حصن حصین کی شرح  
میں ملاطی قادری نے لکھا ہے کہ: عرب کی یہ عادت ہے کہ جب دو لفظوں کا ایک ساتھ بکثرت استعمال ہوتا ہے  
تو ان میں سے بعض حروف کو بعض سے ملا دیتے ہیں اور بات مختصر کرنے کے لیے فعل مشتق کر لیتے ہیں، عام  
طور پر یہ باب فعلل سے لاتے ہیں، جیسے: بسم اللہ الرحمان الرحیم سے بِسْمَل، الحمد للہ سے حَمْدَل، سبحان  
اللہ سے مَسْبَحَل اسی طرح خَفَعَل، حَوَّل، هَيَّل، طَلَبَق: (اس نے ”اَطَالَ اللہ بقاء لکھا) ذَمَغَز:  
(اس نے ”اَذَام اللہ عز لکھا) جَعَفَل: (اس نے ”جَعَلَنِي اللہ لِدَاء لکھا) یہ الفاظ مسرور ہیں  
قیاس کر کے نہیں بنائے جاتے۔ بحوالہ طحطاوی باضافہ، ص: ۱۱۰ اور الصرف التعليمی، ص: ۷۸





# تیسواں سبق

## خاصیت باب تَفَعَّلُ

اس باب کی چار خاصیتیں ہیں: (۱) مُطَاوَعَت (۲) اِقْتَضَاب (۳) موافقت (۴) تحول۔

- (۱) مطاوعت: یہ باب فَعَّلَ کی مطاوعت کرتا ہے خواہ حقیقتاً ہو، جیسے:
- سَرَبَلْتُ سَمِيرًا فَتَسَرَّبَلْ (میں نے سیر کو کرتا پرنا یا تو اس نے پہن لیا)۔
- یا تقدیراً ۲ ہو، جیسے: تَبَخَّرَ (ناز سے چلا)۔
- (۲) اقتضاب، جیسے: تَهَيَّرَ مِنَ الرَّجُلِ (مرنا ناز سے چلا)۔
- (۳) فعلل کی موافقت، جیسے: تَغَذَّرَ بِمَعْنَى غَذَرَ (اس نے آواز ملنے کی)۔
- (۴) تحول ۳: فاعل کا ماخذ کی طرف پھر جانا، جیسے: تَزَنَّدَقَ وَهْ زَنْدَقِ
- یعنی بد دین ہوا، ماخذ ”زندقہ“ بمعنی بد دینی ہے۔

## خاصیت بابِ اِفْعِنَالُ

- اس باب کی دو خاصیتیں ہیں: (۱) لزوم یہ باب ہمیشہ لازم ہوتا ہے، جیسے:
- اِحْرَنْجَمَ (وہ جمع ہوا) اِغْرَنْجَسَ (بال سیاہ ہوا) اِصْلَنْطَا (گدی کے تل ہوا)۔
- (۲) مطاوعت: یہ باب فَعَّلَ کی مطاوعت کرتا ہے؛ لیکن کم، البتہ اس

۱۔ دَخَرَجْنَه فَتَدَخَّرَجَ میں نے اس کو لڑھکایا تو وہ لڑھک گیا۔ ۲۔ واقعی طور پر یہ مطاوع نہیں ہے بلکہ مان لیا گیا ہے؛ کیوں کہ بَخَّرَ خود رہائی بخرد میں مستعمل نہیں کذا فی ارتشاف بحوالہ نوادر، ص: ۱۱۳۔ ۳۔ اس میں خاصہ مبالغہ بھی ہے۔ ۴۔ اس باب کی خاصیت مبالغہ بھی ہے، جیسے: تَغَفَّلَ كَلَّ بہت کچھ دیر ہوا، تعمل جیسے، تَهَيَّرَ لَقْتُ مُعَدِّي (سحر ٹی نے برقع پہنا)۔

مطادعت میں مبالغہ ہوتا ہے، جیسے: **فَتَعَجَّرْتُهٖ فَاَنْعَجَرْتُهٖ** (میں نے اس کا خون بہایا تو بہت زیادہ خون بہا) کبھی یہ مقتضب بھی آتا ہے، مثلاً: **اِغْرَقْتُ الرَّجُلَ** (آدمی مکدر ہو گیا)۔

## تمرین

(۱) **فَعْلَلٌ** کی چند خاصیتیں بیان کیجیے! اور مثالیں دیجیے! (۲) **تَفَعَّلَ** کی کتنی خاصیتیں ہیں؟ کم از کم دو کو بیان کیجیے! (۳) **زَعَفَرْتُ الْخِمَارَ** کا ترجمہ کیجیے! اور بتائیے اس میں کیا خاصیت ہے؟ (۴) **فَعْلَلٌ** کی لفظی خاصیتوں پر روشنی ڈالیے (۵) **مَقْتَضِبٌ** کے لغوی و اصطلاحی معنی بتائیے (۶) **اِفْعَلَّلَ** کی خاصیت مطادعت کو مثال سے واضح کیجیے! (۷) **فَعْلَلٌ** کی خاصیت قصر کی چند مثالیں مطلوب ہیں! (۸) **تَغْلُذُ مَرَسٌ** چیز کی مثال ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے؟

## اکیسواں سبق

### خاصیت بابِ اِفْعَلَّلَ

اس باب کی تین خاصیتیں ہیں: (۱۰) لزوم (۲) **فَعْلَلٌ** کی مطادعت (۳) **مَقْتَضِبٌ**۔

(۱) لزوم: لازم ہونا، یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے، جیسے: **اِزْمَهَرُ** (جسم سرخ ہوا)، **اِفْمَطَرُ** (بہت زیادہ ناراض ہوا)۔

(۲) **فَعْلَلٌ** کا مطادع بن کر آتا ہے، جیسے: **طَمَأْنَنَ فَاَطْمَأْنَنَ** (میں نے اس کو اطمینان دلایا تو وہ مطمئن ہو گیا)۔

(۳) **مَقْتَضِبٌ** اور **مُرْتَجِلٌ** جیسے: **اِكْفَهَرُ النِّجْمُ** (نخت تاریک شب میں

ستارہ روشن ہوا) اِشْرَاب (نہایت چوکنا ہوا)۔

فائدہ: کبھی یہ فَعْلَل کے معنی میں بھی آتا ہے، جیسے: اِجْرَمَزْ بمعنی جَرَمَزْ (دو

سمٹ گیا)۔

اب تک کی بیان کردہ خاصیتیں غیر ملحق ابواب کی تھیں غیر ملحق ابواب کی طرح ابواب ملحقات میں بھی خاصیتیں پائی جاتی ہیں؛ البتہ الگ سے باضابطہ کوئی خاصیت نہیں ہوتی؛ بلکہ ان غیر ملحق ابواب کی خاصیتیں ہی ان کے ملحقات میں پائی جاتی ہیں؛ لہذا جن ملحق ابواب کی خاصیتیں معلوم کرنی ہوں ان کے ملحق بہ ابواب کو دیکھنے سے ان کے ملحقات کی خاصیتوں کا علم ہو جائے گا، مثلاً: مَشْمَلٌ (تیز چلا) یَنْقَرُ (بہت سارا مال ہوا) جَهْوَزٌ (اس نے آواز بلند کی) حَوْقَلٌ (بہت بوڑھا ہونے کی وجہ سے جماع سے عاجز رہا) ان کی خاصیتیں ان کے ملحق بہ ابواب سے معلوم ہوں گی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ملحقات میں ان خاصیتوں کے ساتھ ساتھ فی الجملہ مبالغہ بھی ہوتا ہے؛ اگرچہ یہ مبالغہ لازم نہیں ہے؛ کیوں کہ بہت سے ملحقات ایسے ہیں جن میں مبالغہ نہیں ہوتا، جیسے: اَلْتَوَدَّلُ سے تَوَدَّلَ (آہستہ چلا) اَلْهَيْمَنَةُ سے هَيْمَنَ (پست آواز سے گفت گو کی)۔

الحمد لله على توفيقه العالي والصلاة على نبينا الامي واله اصحابه

اجمعين .

خاصیات کے موضوع پر شرح تسہیل لابن مالک، ارتشاف لابن حیان، المسالك البهية للشیخ عبد الرحیم صفی پوری، صاحب فصول اکبری کی شرح الاصول الاکبریہ اور صاحب نوادر الوصول علامہ سعد اللہ مراد آبادی کی مفید الطلاب فی خاصیات الابواب نہایت اہم ہیں۔

والحمد لله والصلاة على رسوله واصحابه

## راہ نمائے تمرینات

کتاب میں جو قدرے مشکل تمرینات ہیں کسی مصلحت کی وجہ سے بذیل میں ان کا حل دیا جا رہا ہے۔

### سبق نمبر (۸)

(۱) اصل لغوی معنی سے وہ زمانہ خاص معنی جو اس کے کسی خاص باب سے ہونے کی وجہ سے اس لفظ میں پیدا ہوئے ہوں (۲) نصر، ضرب مسموع ہیں؛ کیوں کہ یہ کثیر الاستعمال ہیں (۳) نصر کی مشہور خاصیت مغالبہ ہے (۴) نصر سے مغالبہ کی شرطیں یہ ہیں کہ وہ مثال واوی ویائی، اجوف یائی و ناقص یائی نہ ہو (۵) اتخاذ، تصصیر، بلوغ ہے (۶) مغالبہ: ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے والے دو فریقوں میں سے کسی ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے باب مفاعلت کے کسی سینے کے بعد نصر یا ضرب کے کسی فعل کو ذکر کرنا، تصصیر فاعل کا مفعول کو معنی مصدری یا ماضی سے متصف کرنا (۷) یضاربُ منعیدہ کریمًا فیضربُ سعیداً سعید کریم سے مراد بیت کرتا ہے تو کریم سعید پر غالب آجاتا ہے، نصف مآخذہ میں بلوغ ہے (ماجد آدھے کو پہنچا)۔

### سبق (۹)

(۱) ضرب سے مغالبہ آنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ لفظ مثال واوی ویائی اور اجوف ناقص یائی ہو (۲) واقع سے مغالبہ کی صورت میں مضارع باب ضرب سے آئے گا، کیوں کہ یہ مثال ہے اور مثال سے مغالبہ باب ضرب سے آتا ہے، یو الفعی فاعلہ کہیں گے (۳) ضرب کی دو خاصیتیں یہ ہیں: ملب، قصر، (۴) اجوف واوی نصر سے اور فاعلی باب ضرب سے آتے ہیں، جیسے: یَقُولُ لِنَبِيٍّ فَأَقُولُ لَهُ وَأَبْتَعْنِي فَأَبْتَعُهُ (۵) قصر: مرکب تام کے کسی لفظ سے باب مشتق کر لینا، جیسے: سَقَا فاعل کا مآخذہ زمانی یا مکانی یا عددی میں پہنچنا، جیسے: يَمْنُ الزَّجَلُ (مرد واہنی طرف آیا)۔

### سبق (۱۰)

(۱) سماع سے آٹھ قسموں کے افعال آتے ہیں (۲) اس باب کی پانچ خاصیتیں یہ ہیں: علل، حزن، لون، عیوب مطاوعت فعل وفعل (۳) خوشی و غمی کے افعال زیادہ تر باب مسموع سے آتے ہیں، جیسے: طَرَحَ خُوشٌ هُوَ ابْتَلَجَ كَشَادَهُ ابْرَدَ هُوَ، حَزَنٌ غَمٌّ هُوَ ابْرَدَ شَكِبَعٌ، آه و زاری کی (۴) حلی سے مراد اعضا کی وہ ظاہری علامت ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہو، جیسے: ضَلِيعٌ، پیدائشی میڑھا ہوا، صَبَدٌ میڑگی گردن والا ہوا (۵) طوبُ خَبَطٌ، قَتَمٌ وغیرہ مسموع کے باب سے ہیں؛ کیوں کہ یہ لوصاف کو بتانے والے افعال ہیں اور اوصاف کو بتانے والے افعال زیادہ تر سمع سے آتے ہیں۔

## سبق (۱۱)

(۱) اس باب سے ایسے افعال آتے ہیں، جن کا عین کلمہ یا لام کلمہ یا دونوں حروف حلقی میں سے کوئی حرف ہو (۲) حلقی العین، جیسے: خَلَقَ، حَلَقَ اللام، جیسے: وَقَعَ (دو گرا) (۳) دد اخل: ایک دوسرے میں داخل ہونا، ایک ہی لفظ کا ماضی کسی باب سے اور مضارع کسی دوسرے باب سے مستعمل ہونا، جیسے: زَكَّنْ يَوْكُنْ۔

## سبق (۱۲)

(۱) کرم ہمیشہ لازم ہوتا ہے، یہ ان اوصاف کے لیے آتا ہے جو حلقی و فطری اور پیدا نشی ہوں (۲) کرم سے تین قسم کے افعال آتے ہیں: اوصافِ خَلْقِیہ حقیقیہ، اوصافِ خَلْقِیہ حکمیہ، خَلْقِی حقیقی سے مشابہ اوصاف (۳) خَلْقِی حقیقی وہ اوصاف جو پیدا نشی ہوں ولادت کے وقت سے پائے جاتے ہوں بعد میں حاصل نہ ہوئے ہوں، جکی جو پیدا نشی تو نہ ہوں؛ لیکن کسب و تمرین کے بعد لازم ہو گئے ہوں (۴) حَلَمْ وَقَح میں اوصاف حقیقیہ ہیں (۵) وَهَلَ وَهَلًا غیر مقصود کی طرف خیال جانا وَقَح یَقِیْ قَوْ یَقِیْاً بھروسہ کرنا۔

## سبق (۱۳)

(۱) باب افعال کی چند رو خاصیتیں ہیں (۲) تعدیہ ثلاثی مجرد میں کسی حرف کا اضافہ کر کے فاعل پر پورا ہو جانے والے لازم کو مفعول کا یا متعدی کو مزید مفعول کا محتاج بنانا، تصحیر فاعل کا مفعول کو ماخذ سے متصف کر دینا ان دونوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ ہے، (۳) فَعَلَسَ اَفْعَلَسَ بٹھایا (۴) تعریض ایسی جگہ لے جانا جہاں اس پر ماخذ واقع ہو، جیسے: اَبْعَثُ الْقُرْسَ میں گھوڑے کو بیچ کی جگہ لے گیا (۵) لَفِهْمَ تعدیہ بیک سنگھدی بدو مفعول (۶) لَوَهْنُ اللُّلُور میں تصحیر ہے، نَسَلٌ وَاَنْسَلٌ متعدی سے لازم یعنی عکس تعدیہ ہے۔

## سبق (۱۴)

(۱) اَزَلَذَتْ میں حینونت ہے (۲) اَفْعَمَرُ النخل میں مبالغہ فی الکَم ہے (۳) اَقْطَعُ کاٹنے کا وقت ہو گیا، اَشْهَرُ راہ پورا ہو گیا میں حینونت ہے (۴) چار بابوں کے موافق ہوتا ہے، اَخْبِيَتْ تَخْبِيَتْ خِیہ بنایا (۵) اَخْرَجَتْ زَبْدًا میں تصحیر ہے (۸) میں اس کو جائے قتل لے گیا، میں نے اس کو پیش کیا کہ وہ مقتول ہو (۹) اعطائے ماخذ کی تین قسمیں ہیں: (۱) مفعول کو ماخذ دینا، مثلاً: اَلْحَمْتُ زَبْدًا (۲) ماخذ کا محل دینا، جیسے: اَشْوَيْتُهُ لِحْمًا (۳) ماخذ کی اجازت دینا، جیسے: اَقْطَعْتُهُ فُضْهَاتًا (۱۰) اَخْفَرْتُ زَبْدًا نَهْرًا میں تصحیر ہے، اَطْفَلْتُ سلمیٰ میں صیوروت ہے، اسی طرح دیگر الفاظ اَفْعَمَرُ وغیرہ میں بھی صیوروت ہے۔

## سبق (۱۷)

(۱) اصل فعل میں زیادتی، جیسے: صَرَخَ خوب خوب وضاحت کی، صراحت جو فعل ہے فاعل نے اس کو خوب خوب کیا (۲) فاعل میں مبالغہ، جیسے: مَوْتَبَ الْاِبْلِ، بہت سے اونٹ مرے، نفس فعل مر تلایک ہے؛ لیکن بہت سے اونٹ مرے یعنی فاعل میں زیادتی ہے۔ مبالغہ در مفعول، جیسے: فَعَثَ الثَّيَابَ میں نے بہت سے کپڑے کاٹے مفعول میں کثرت ہے (۲) سلب کی دو قسمیں ہیں: ناخذ مفعول کا جز ہو، جیسے: فَنَشَرْتُ النَّمْرَ، میں چھلکا جز ہے، یا جز نہ ہو، جیسے: فَلَذِبْتُ عَيْنَهُ (۳) خیمہ وہ خیمہ میں پہنچا، اس میں ہلوع ہے (۵) باب تفعلیل کی خاصیت قصیدہ بھی ہے یعنی فاعل کو ماخذ سے متصف یعنی ماخذ والا کر دینا، جیسے: نَزَلْتُ الْكِتَابَ (اس نے کتاب اتاری گویا کتاب نزول سے متصف ہو گئی) (۶) مبالغہ در مفعول، جیسے: غَلَقْتُ الْاَبْوَابَ (میں نے بہت سے دروازے بند کیے)۔

## سبق (۱۸)

(۱) هَوَّذَ اس نے یہودی بتادیا یعنی یہودیت کی تعلیم دے کر دین اسلام سے یہودیت کی طرف پھیر دیا (۲) کتبہ میں قمر ہے (۳) فُسَّقَتْہ میں نے اس کی طرف فسق منسوب کیا یعنی فاسق کہا، اس میں خاصیت نسبت ہے، جَلَلَتْہا میں نے اس کو جہول پہنائی، اس میں خاصیت الہاس ہے، لَا تُكْفِرُوا أَهْلَ الْقِبْلَةِ اَللَّہُ قَبْلَہُ کو کافر مت کہو (۵) صَبَّحَ میں قمر دعا ہے، اسی طرح نمبر ۶ میں بھی قمر ہے (۷) باب تفعلیل فَعَلَ ثلاثی مجرد فَعَلَ باب افعال اور تفعل کے کسی معنی میں موافق ہوتا ہے۔ (۸) ابتدا کی دو قسمیں ہیں: مجرد سے آتائی نہ ہو، جیسے: لَقَبْتُ، مجرد میں دوسرے معنی میں ہو، جیسے: جَرُونْتُ (۹) شَرَفْتُ میں شرق کی طرف متوجہ ہوا، تَرَمَّسَ اس نے ذُحَال سے حفاظت کی تَرَمَّسَ کے معنی میں ہے اس میں خاصیت تفعل ہے۔

## سبق (۲۰)

(۱) نَأْتَمَ وہ گناہ سے بچا اس میں تجنب ہے اسی طرح تہجد جہنگی تجنب ہے (۳) باب تفعل چار بابوں کی موافقت کرتا ہے، ثلاثی مجرد، افعال، تفعلیل، سہل کی (۵) تَهَوَّذَ وہ یہودی ہو گیا، تحول: فاعل کا عین ماخذ یا مثل ماخذ ہو جانا، جیسے: تَهَوَّذَ، وہ یہودی ہو گیا (۷) تَوَلَّى، تَوَلَّى میں موافقت ہے، اس نے روگردانی کی۔

## سبق (۲۱)

(۱) مشارکت: فاعل و مفعول کامل کر اس طرح کوئی کام انجام دینا کہ ہر ایک حقیقت میں فاعل بھی ہو اور مفعول بھی، اگرچہ بظاہر ایک فاعل دوسرا مفعول ہوتا ہے (۳) فاعل کا مفعول کو لگانا

کرتا (۴) مُشْکَل و مُشَاكَل میں خاصیت موافقت ہے اسی طرح اَصْلُی و صَافِی میں بھی (۵) یُوَاصِلُ المِطَالَعَةُ وہ مسلسل مطالعہ کرتا ہے، اس میں خاصیت موالات ہے۔

### سبق (۲۲)

(۱) تَشَارَكَ اور مَشَارَكَت قریب قریب ہیں، چند معمولی فرق یہ ہے کہ تَشَارَكَ میں فاعل کا کبھی تیسری چیز سے تعلق ہوتا ہے (۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ تفاعل میں حقیقتاً بھی اور معنی میں بھی دونوں قائل ہی ہوتے ہیں، تَشَارَكَ میں فریق کبھی دوسے زائد ہو سکتے ہیں، جیسے: تَقَاتَلَ عَشْرَةٌ وَجَاهِلٌ دَسْ آدَمِیوں نے آپس میں قتال کیا تو یہاں دس فریق ہیں دسیوں نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا، بِرْظَلَفِ مَفَاعَلَتِ کے یعنی مشارکت کہ اس میں ایسا نہیں ہوتا (۳) تَکَلَّفَ میں ماخذ، فاعل کو مرغوب ہوتا ہے اس لیے تَکَلَّفَ اچھی چیزوں میں ہوتا ہے بِرْظَلَفِ تَفْصِیلِ کے وہ ناپسندیدہ چیزوں میں ہوتی ہے۔ اس لیے وہ مفت مذموم میں ہوتی ہے (۵) تَوَارَدَتِ الْاَهْلُ، اونٹ آہستہ آہستہ آئے، تَزَیَّدَ النِّیلُ دریائے نیل آہستہ آہستہ بڑھا (۶) تَبَارَكَ میں خاصیت ابتداء ہے۔

### سبق (۲۳)

(۱) نَصْرَفَ کو اجتہاد و تسمیب بھی کہتے ہیں؛ کیوں کہ اس میں محنت اور کوشش کا مفہوم ہوتا ہے (۲) اِتَّخَذَ کی چار قسمیں ہیں: فاعل کا ماخذ بنانا، جیسے: اجْتَحَرَ مَعِیدَ (۳) فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے: اِخْتَوَزَ نَجِیْبَ (نجیب نے پناہ لی) (۴) مفعول کو ماخذ بنالینا، اِغْتَضَى مَعِیدَ الشَّاةِ (۵) مفعول کو ماخذ میں لینا، جیسے: اِغْتَضَدَ نَدِیمَ الْکِتَابِ (۵) فاعل کا اپنے لیے ماخذ اختیار کرنا، جیسے: اِکْتَالَ لَبَنًا (اس نے اس نے اپنے لیے دو دھنپا)۔

### سبق (۲۶)

(۱) اِسْتَوَطَنَ الْمَدِیْنَةَ: اس نے مدینہ کو وطن بنالیا، اس میں اِتَّخَذَ ہے (۲) حَسْبَانُ اور وَجْدَانُ میں فرق یہ ہے کہ وجدان میں مکمل یقین ہوتا ہے اور حَسْبَانُ میں گمان ہوتا ہے (۳) اِسْتَبْخَلْتُهُ میں نے اس کو بخیل پایا، اس میں حَسْبَانُ ہے، اِسْتَعْظَمْتُهُ میں نے اس کو عظمت والا سمجھا، اس میں وَجْدَانُ ہے یقین و گمان کے اعتبار سے یہ دونوں خاصیتیں برعکس بھی ہو سکتی ہیں (۷) ماخذ کا فاعل میں قوی ہونا، جیسے: اِسْتَهْتَرْتُ هَنْزًا بِرْحَلًا، بڑھاپا زیادہ ہو گیا۔

### سبق (۲۷)

(۱) اَفْعَالٌ عِلَاجِیہ سے مراد وہ افعال ہیں جن کے واقع ہونے میں کسی عضو کو حرکت ہو اور



حواس ظاہرہ سے اس کا اور اک کیا جاسکتا ہو (۳) فاعترف، انفعال سے اس لیے نہیں آسکتا کہ صرف قلب کا فعل ہے نہ اس میں اعضا کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور نہ حواس ظاہرہ سے اور اک کیا جاسکتا ہے (۴) باب انفعال سے ایسے افعال آتے ہیں جن میں جو ارج و اعضائے ظاہری کا اثر پایا جائے (۵) کوئی سے اوتقی، لجا سے النجا، ولفی سے اتفق، یس سے ابس۔

### سبق (۲۸)

(۲) معلول مح میں لزوم اور اعشوشب میں لزوم مع مبالغہ ہے (۵) ایضاً وایضاً (دو سفید ہوا) (۳) افعال کی موافقت، جیسے: اخلولنی، اخلی شیریں ہوا (۴) اعشوشب الأرض (زمین ہرزہ دار ہوگئی) (۶) عیب سے عیب ظاہری مراد ہے۔ اکمات وکیت رنگ والا ہوا، اس میں لون ہے اخلولنی پر لانا ہوا اس میں لزوم ہے۔

### سبق (۳۰)

(۱) فعل کی چھ خاصیتیں ہیں: ان میں سے پانچ معنوی ہیں وہ یہ ہیں: قصر، جیسے: یسمل (اس نے بسم اللہ پڑھا) الباس، اخذ، جیسے: ہوقع (اس نے برقع پہنایا) معاوۃ، اخذ، اور خواص لفظی ہے (۲) تعلق کی چار قسمیں ہیں (۳) غفر الخمار: میں نے دوپٹہ رنگا، اس میں خاصیت فعل ہے (۴) لفظی خاصیت یہ ہے کہ فعل سے زیادہ ترجیح و مضاعف یا مثل و مضاعف آتے ہیں۔ بغیر مضاعف کے صحیح بھی آتا ہے، جیسے: خصخص، ذبذب، وغیرہ، مہوز و صحیح کم ہوتا ہے۔ یعنی ایک حرف امزہ ہو باقی حروف صحیح ہوں اس طرح کا مہوز و صحیح ربائی مجر دے کم آتا ہے (۵) مقتضب بیخرا اسم مفعول کٹا ہوا، ہٹائے مقتضب دو وزن ہے جو ظلائی سے نہ ہوا یعنی اس کی اصل یا شل اصل ظلائی مجر د میں نہ پائی جاتی ہو بلکہ ابتداً اس وزن پر اس کی وضع ہوئی ہو، کوئی حرف نہ برائے الحاق ہو اور نہ ہی کسی زائد معنی کے لیے ہو (۶) فعبثت ماجداً کا فعبثت (میں نے ماجد کا خون بہلایا تو بہت زیادہ خون بہا) (۷) هیلل اس نے لا الہ الا اللہ پڑھا، حیفیل، حوقل (۸) تفتنر اس نے آواز بلند کی غلغله یعنی فعل کے ہم معنی ہے اس میں خاصیت مبالغہ بھی ہے۔

والحمد لله على ذلك

تدی کتب خانہ آرام باغ - کراچی